

اخلاقیات

7



پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تیار کردہ: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
منظور کردہ: پنجاب کریکولم اتحاری وحدت کالونی لاہور
بموجب سرکار نمبر PCA-13/318 مورخہ 2 فروری، 2013ء

جملہ حقوق بحق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ محفوظ ہیں

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیکسٹ پیپر، گائیڈ بکس،
خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مصنف:

ڈاکٹر سید شفقت علی شاہ

ایڈیٹر:

افضال حسین (ڈپٹی ڈائریکٹر)

زیر نگرانی:

ڈاکٹر ذوالفقار علی (ریسرچ ایسوی ایٹ)

کپوزنگ:

زادہ الیاس، محمد اعظم

فہرست مضمون

صفحہ	عنوان	باب	صفحہ	عنوان	باب
59	گھر میں ایمانداری	▪▪	1	مذاہب کا تعارف	1
63	سکول میں ایمانداری	▪▪	1	☆ مذہب - ایک تعارف	
67	معاشرے میں ایمانداری	▪▪	6	☆ انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار	
70	☆ سچائی		16	مذہب زرثشت	2
70	ہمیشہ سچ بولو	▪▪	16	☆ تعارف	
72	غلطی کا اعتراف	▪▪	16	☆ مذہب زرثشت کا ارتقاء	
76	ایک گائے اور بکری	▪▪	18	☆ مذہب زرثشت کے بنیادی تصورات	
78	آداب	5	20	☆ مذہب زرثشت کی مذہبی کتاب	
78	گفتگو کے آداب	▪▪	26	پاکستان میں مذہبی تہوار	3
83	اشاروں کی زبان	▪▪	26	☆ عید الاضحی	
87	ٹیلی کمیونیکیشن (Telecommunication)	▪▪	27	☆ ایسٹر	
92	شخصیات	6	31	☆ ہوی	
92	☆ حضرت رابع بصریؒ		35	☆ نوروز	
92	حالات زندگی	▪▪	39	اخلاقی اقدار	4
93	کردار	▪▪	39	☆ پابندی وقت دراصل تعمیر ملت ہے	
96	☆ زرثشت		42	☆ انوت کی برکتیں	
96	حالات زندگی	▪▪	42	▪▪ انوت میں قوت	
97	تعلیمات	▪▪	45	▪▪ آؤمل کر کھلیں	
100	☆ مقدس تومار رسول		48	▪▪ میرے دوست	
100	حالات زندگی	▪▪	51	▪▪ ہم ایک ہیں	
100	مقدس تومار رسول کا کردار	▪▪	55	▪▪ خوشحالی	
100	مقدس تومار رسول کی خدمات	▪▪	59	☆ ایمانداری	
103	☆ فرنگ		59	▪▪ ایمانداری کی اہمیت	

پیش لفظ

دنیا کے نقطہ آغاز سے لے کر آج تک جب سے انسان نے آنکھ کھولی اس نے صرف اپنے لئے جینا نہیں سیکھا بلکہ دوسروں کو بھی رہنے سہنے اور جیونے کے ڈھنگ سکھائے ہیں اور سکھاتا رہے گا۔ شاید اس کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعض مفکرین کے نزدیک لفظ ”انسان“، نیمان سے نکلا ہے جس کے معنی غلطی کرنے یا بھولنے کے ہیں اور بعض کے نزدیک لفظِ انسان ”اُنس“ سے نکلا ہے جس کے معنی پیار اور محبت کے ہیں۔ بہر حال اگر دونوں معانی کو یکجا بھی کر لیا جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ انسان غلطی بھی کرتا ہے اور بھول بھی جاتا ہے۔ پیار و محبت کا عضراں کی گھٹتی میں سما یا ہوا ہے۔ اب دونوں الفاظ کے مرکب سے ہی پوری انسانیت کی گاڑی چل رہی ہے۔ انسان معاشرتی ترقی کے لیے بنت نئے تجربات کر رہا ہے۔ نئی نئی ایجادات اور سہولیات زندگی کو متعارف کرواتا چلا آ رہا ہے۔ یہ سوچ بنا کہ اس کی اس ٹیکنالوجی یا ایجاد سے کس قبیلے، قوم، خطے یا کس مذہب کے لوگ استفادہ کریں گے؟ قطع نظر اس کے تمام لوگوں کو زندگی گزارنے اور ان سہولیات کو استعمال کرنے کا پورا حق ہوتا ہے، جس کام کے لیے ماہرین کی بہت زیادہ محنت شامل ہوتی ہے۔ ان کی یہ محنت صرف اور صرف اپنی ذات کے لیے ہی نہیں ہوتی بلکہ پوری انسانیت کے پیار و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر اب تمام سہولیات کو سامنے رکھ کر ان کو دھصول میں تقسیم کر کے دیکھا جائے تو ایک مادی قسم کی سہولیات ہیں اور دوسری روحانی، مادہ اور روح اکٹھا کر دیا جائے تو ایک جیتا جا گتا انسان بن جاتا ہے لیکن اگر ان کو الگ کر دیا جائے تو سب کچھ ختم ہو جائیگا۔ روحانی بالیدگی کے لیے مذاہب نے ذمہ داری لی ہوئی ہے جو اپنی تعلیمات کے ذریعے ضابطہ حیات فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہر مذہب نے انسانوں کو زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھائے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ بر تاؤ کرنے، بات کرنے، معاہدہ کرنے، تجارت کرنے، رشته داری کرنے، غرضیکہ ہر پہلو پر راہنمائی فراہم کی ہے۔ ان سب کا مقصد انسان کو سہولتیں بھی پہچانا ہے۔ اور دنیا کو امن و آشنا کا گھوارہ بنانا ہے۔

ہاں البتہ کچھ نا اندیش سوچ کے حامل افراد کی وجہ سے جب لوگ اپنے مذاہب کی اخلاقی تعلیمات سے سرکشی اختیار کرتے ہیں تو فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔ پھر صورتِ حال جنگ و جدل کی بن جاتی ہے اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کائنات کے اندر جتنے افراد بستے ہیں سب ایک ہی طرح پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ ان کو سانس لینے کے لیے اسی فضا کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کسی کو کسی دوسرے فرد کے حصے کی آسیسجن چھیننے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ نہ ہی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ میرے حصے کی آسیسجن ہے اور یہ تیرے حصے کی۔ یہ ایک عالمگیر انعام ہے جو کسی کی

ملکیت نہیں ہے۔ شاید اسی لیے ہر انسان کو بلا تخصیص میسر ہے۔

اسی طرح ایک اور بات پر غور کیا جائے کہ انسان جب حادثات کا شکار ہوتے ہیں تو انہیں ہسپتا لوں میں علاج کے لیے لا جاتا ہے۔ اگر مریض کو خون کی ضرورت پیش آتی ہے تو جس کا خون دستیاب اور مریض کے خون کے گروپ کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو تو لگا دیا جاتا ہے۔ بروقت طبی امداد ملنے سے انسان تدرست ہو جاتا ہے۔ کبھی مریض نے یہ سوال نہیں کیا کہ خون ہندو کا ہے، پارسی کا ہے، مسیحی کا ہے، یا مسلمان کا، جب انسان خون گروپ کی بنیاد پر مطابقت رکھتا ہے تو پھر سب انسانوں کو ایک ہی فضائیں جینے کا پُورا پُورا حق ہے۔

درج بالا باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اخلاقیات جماعت ہفتہ کی زیرِ نظر کتاب میں معاشرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے ایک دوسرے کو برداشت کرنے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے اور جاننے کے لئے مختلف مذاہب کی تعلیمات کا کچھ حصہ شامل کیا جا رہا ہے تاکہ اس کے مطالعہ کے بعد طلباء و طالبات میں دوسرے مذاہب کے بارے میں موجود تعلیمات ختم ہو جائیں اور آپس میں پیار و محبت کے ساتھ رہیں۔

ہمارے پیارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ جہاں مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ، پارسی اور مسیحی بھی آباد ہیں۔ یہ ملک ہم سب کا ہے، سب کو چاہیے کہ وہ اپنے عقائد و نظریات کے مطابق زندگی گزاریں، ایک دوسرے کے دکھ، درد اور خوشیوں میں شریک ہوں اور ملک پاکستان کی بقاء، سلامتی اور ترقی کے لئے کوشش رہیں۔

(مُصنف)

مذہب کا تعارف

☆ مذہب - ایک تعارف

عربی زبان میں مذہب کے معنی راستہ کے ہیں۔ مذہب کے لغوی معنی "چلنے کا راستہ" یا "زندگی گزارنے کا راستہ" ہیں۔ انگریزی زبان میں مذہب کا مترادف لفظ "Religion" ہے جو لاطینی زبان سے ماخوذ ہے اور اس کا مفہوم نظریہ، عقیدہ، پوجا پاٹ یا پرستش کا نظام ہے۔ قرآن مجید میں مذہب کے ہم معنی الفاظ "دین"، "منہاج" اور "سبیل" استعمال ہوئے ہیں جن کا مشترک مفہوم "وہ راستہ جس پر چلا جائے" کے ہیں۔ اختصر وہ ضابطہ حیات جس پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت میں فلاح پاسکے، مذہب کہلاتا ہے۔

مذہب کے بنیادی عناصر

مذہب کے بنیادی عناصر تین ہیں جنہیں کم و بیش ہر مذہب میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

(1) عقیدہ (2) رُسُوم (3) اخلاق

عقیدہ: عقیدہ لفظ "عقد" سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کو باندھنا، گردگانہ لہذا عقیدہ مضبوط بندھی ہوئی، گردگار کہتے ہیں۔ شریعت میں عقیدہ دین سے متعلق اس خبریات کو کہتے ہیں جو دل میں اس طرح سما جائے کہ اس کے خلاف سوچنے یا عمل کرنے کی ہمت نہ ہو اور اس کے خلاف سننے یا دیکھنے سے دل پر چوتھی لگے لہذا عقیدہ، مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

رُسُوم: رُسُوم رسم کی جمع ہے، جس کے معنی نشان، نقش، آئین، قانون اور عادتیں ہیں۔ یہ مذہب کا دوسرا بڑا اہم عصر ہے۔ یہ غضر برآ راست اصل و حی سے ماخوذ ہوتا ہے۔ مذہب میں رُسُوم کی حیثیت بڑی اہم ہے، ان کے بغیر مذہب کے وجود کا تصور ممکن نہیں۔ بہت سے معاشروں میں مذہبی عقائد و رُسُوم، طریقِ حیات کو ایک عملی اکائی کی شکل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ہر معاشرے میں الگ الگ صورتوں میں موجود ہیں۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی سے انسان اپنے لیے تسلیں کا پہلو تلاش کرتا ہے۔ ان رسومات میں عبادت، حمد و ثناء،

رکوع و تہود، کارخیر، ہمدردی، خوف، محبت، پاکیزگی، رحم دلی اور ان جیسی اور بھی معاشرے کی بھلائی کے لئے اچھی رسومات شامل ہیں جن کی پابندی کر کے انسان اپنے آپ کو اخروی زندگی میں کامیابی کی طرفلاتا ہے۔

اخلاق: آخلاقِ حلق کی جمع ہے جس کے لغوی معنی پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں یا اچھا برتاؤ کے ہیں۔ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو اچھے اخلاق کی تاکید کرتا ہے۔ جب تک انسان اخلاقِ حسنہ کو نہیں اپنا تا اس وقت تک معاشرے میں خوبصورتی نہیں آسکتی۔ اخلاقِ مذہب کا وہ بنیادی عضر ہے جس سے متاثر ہو کر دوسرے مذاہب کے لوگ بھی کچھ چلے آتے ہیں۔

دنیا کے بڑے مذاہب کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

ہندو مذہب:

یہ دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔ مسیحیت اور اسلام کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد ایک بلین سے زیادہ ہے۔ اس کے ماننے والوں میں سے 90% جنوبی ایشیا میں لستے ہیں۔ خاص کر انڈیا، نیپال، سری لنکا اور بھوٹان میں زیادہ ہندوآباد ہیں۔ دوسرے ممالک میں سے بغلہ دیش، پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، وغیرہ میں بھی کافی تعداد میں ہندوآباد ہیں۔

زرتشت مذہب:

زرتشت مذہب، مشہور عالمی مذاہب میں سے ہے لیکن یہ امر خاصہ تعجب خیز ہے کہ ان تمام عالمی مذاہب میں سے جو صدیوں سے زندہ ہیں، ان میں سے ایک ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔ زرتشت مذہب میں جو اخلاقی تعلیمات ملتی ہیں ان میں طہارت افکار، سچائی، راست بازی، خدمتِ خلق اور امداد کرنا، بنیادی ہیں۔

بُدھ مذہب:

بُدھ مذہب بھی دنیا کے قدیم مذاہب میں سے ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق بُدھا کے ماننے والوں کی تعداد 376 ملین ہے۔ سنسکرت میں بُدھ کے معنی ”عارف“ اور ”نور“ کے ہیں یعنی ایسا آدمی جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہو گئی ہوا اور دنیا کی تاریکی سے باہر نکل آیا ہو نیز انسانیت کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف بُلا رہا ہو۔ بُدھ مذہب کے پیروکاروں کی زیادہ تعداد چین، برما، نیپال، تبت، بھوٹان اور سری لنکا میں آباد ہے۔

میسیحیت:

میسیحیت بلحاظ آبادی دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس کے مانے والے دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں پائے جاتے ہیں اور کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں میسیحیت کے قدم نہ پہنچے ہوں۔

اسلام:

میسیحیت کے بعد بلحاظ آبادی دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ”اسلام“ ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد 1.25 بلین سے زیادہ ہے اور یہ دنیا کے تمام بڑا عظموں میں موجود ہیں۔

سکھ مذہب:

سکھ مذہب آبادی کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا مذہب ہے۔ اس کے بانی کا نام گورو نانک جی ہے۔ لفظ ”سکھ“ کا معنی سکھنے والا یا شاگرد کے ہیں۔ سکھوں کا عقیدہ ہے کہ کائنات کو بنانے والا ایک خدا ہے سکھ مذہب کی مذہبی کتاب کا نام ”گورو گرنجھ صاحب“ ہے جو کہ گورمکھی (پنجابی) زبان میں لکھی گئی ہے۔

آغازِ کائنات سے مذہب اور تہذیب کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ جہاں کہیں انسانی زندگی میں سلیقہ، شائستگی، حسن و زیبائش نظر آئے گی وہاں مذہب کا چرچا بھی ہوگا۔ ہر سچا مذہب ابدی تہذیبی صداقتوں کا مجموعہ ہے جنہیں خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے انبیاء کے ذریعے پہنچایا ہے۔ یہ اقدار ہیں جن پر قدامت اور فرسودگی کا سایہ نہیں پڑ سکتا، جو ہر دور اور ہر زمانے کے لیے یکساں سچی ہیں اور جن میں وقت کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے لئے ماضی، حال اور مستقبل مساوی ہیں اور اسے زمان و مکان کی کوئی مجبوری لاحق نہیں۔ جس طرح سورج ”پرانا“ ہونے کے باوجود ہر صبح کے دامن کوئی روشنی سے بھر دیتا ہے اسی طرح مذہب اور دینی تعلیمات بھی تہذیب کی ہر گردش اور تاریخ کی ہر پیش قدمی کے لیے تازہ پیام کی علم بردار ہیں۔ بقول علامہ اقبال:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرنہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کرنہ سکا

زندگی کی شبِ تاریک صرف مذهب ہی کی روشنی سے منور ہو سکتی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی اخلاق ساز قوت ہے۔ اس وقت دنیا میں جہاں کہیں نیکی کا جالا اور اچھائی کا نور ہے۔ جہاں کہیں بھی نیت کا خلوص اور دل کی صفائی کی تنویر ہے وہ صرف مذهبی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔

مش

- درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات لکھیے۔

(i) مذہب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

(ii) مذہب کے بنیادی عناصر کون سے ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں۔

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

(i) عربی زبان میں مذہب کے کیا معنی ہیں؟

(ii) قرآن مجید میں مذہب کے ہم معنی الفاظ کون کون سے ہیں؟

(iii) عقیدہ سے کیا مراد ہے؟

(iv) رسم کو مذاہب میں کیا مقام حاصل ہے؟

(v) دنیا کے بڑے مذاہب کا مختصر احوال بیان کریں۔

3- درست جواب کے گرد امرہ لگائیں۔

(i) مذہب کے لغوی معنی ہیں:

(ا) گرہ باندھنا

(ب) مضبوطی سے پکڑنا

(ج) انسان کی زندگی کو بہتر بنانا

(د) زندگی گزارنے کا راستہ

(ii) مسیحیت بلحاظ آبادی دنیا کا سب سے _____ مذہب ہے۔

(ا) بڑا

(ب) چھوٹا

(ج) پرانا

(د) نیا

(iii) مذہب کے بنیادی عناصر ہیں:

(ا) عقیدہ، رسم، اخلاق

(ب) اخلاق، رسم، سچائی

(ج) نیکی، پرہیز گاری، عقیدہ

(د) رسم، عبادات، اخلاقیات

-4

صحیح جملے کے سامنے (ص) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیے۔

- (i) انگریزی زبان میں مذہب کا مترادف لفظ Religion ہے۔
- (ii) رَزْتُشْت مذہب کے ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔
- (iii) ہندو مذہب دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔
- (iv) مسیحیت بلحاظ آبادی دوسرا بڑا مذہب ہے۔
- (v) دنیا میں مسلمانوں کی تعداد 1.25 بلین سے زیادہ ہے۔

سرگرمیاں

- (i) اپنی جماعت کے چار گروہ بنائیں اور تمام گروہ سبق میں موجود مذاہب کے بارے میں تبادلہ خیال کریں۔
- (ii) طبیعہ و طالبات سبق میں موجود مذاہب کی چیدہ چیدہ رسومات کا چارت لکھ کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) بچوں کو مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ان میں پائی جانے والی اچھی باتوں کی اہمیت بتائیں اور امن و آشتی کی فضائی کو پیدا کرنے کے لیے ایک دوسرے کا احترام کرنے اور برداشت کرنے کا درس دیں۔

☆ انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار (فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری، فنِ تعمیر)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ روزِ اول سے مذہب نے انسان کی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ اگر ہم دنیا کے اندر رونما ہونے والی تبدیلیوں کا بغور جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر تہذیب میں مذہب کا نمایاں کردار رہا ہے۔ یہ اثرات تمام شعبہ ہائے زندگی پر واضح طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں مثلاً طرزِ رہائش، بودو باش، فنِ تعمیر، زبان و ادب، فنونِ لطیفہ، اخلاقیات، رویے وغیرہ۔ اختصار کے لیے ہم یہاں صرف فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری اور فنِ تعمیر پر مذہب کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔

فنونِ لطیفہ

فنونِ لطیفہ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ جن میں انسان کے ہنی، جذباتی اور روحانی افکار کا دخل ہوتا ہے۔ ہر مذہب کی عکاسی، ترقی اور اس کو اجگر کرنے میں فنونِ لطیفہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ میں مصوری، موسیقی، مجسمہ سازی وغیرہ شامل ہیں۔ مصوری کے حوالے سے ایک تصویر کو ایک ہزار لفظ کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم فنونِ لطیفہ پر مختلف مذاہب کے اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔

1- ہندو مذہب:

ہندو مذہب بر صغیر کا قدیم ترین مذہب ہے۔ ہندو مذہب میں موسیقی، رقص، مجسمہ سازی وغیرہ کی اجازت ہے



بلکہ یہ اُن کے مذہب کا لازمی حصہ ہیں۔ لہذا اس حوالے سے ان فنون پر ہندو مذہب نے گہرے اثرات چھپوڑے ہیں۔ ہندوؤں کی عبادت گاہ، مندر اس حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں مثلاً شیوا پہاڑی کا مندر، کیلا شا مندر وغیرہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجسموں کی شکل میں مندروں پر بنائی گئی انسانی زندگی کے مختلف ادوار کی تصاویر، جانوروں کے مجسمے، ستونوں اور دیواروں پر مصوری اور نقش و نگار فنونِ لطیفہ کے بہترین نمونے ہیں۔ جن میں اپنے مذہبی عقائد کی عکاسی کی گئی ہے۔ موسیقی چونکہ اُن کے مذہب کا بیانیادی حصہ ہے لہذا اس حوالے سے موسيقاروں نے

بہت کام کیا۔ نئے راگ ایجاد کیے۔ نئے ساز بنائے۔ ان میں تان سین، بیجو باورہ وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔

رقص بھی ہندو مذہب کا لازمی عنصر ہے۔ لہذا ہندوؤں میں مرد اور عورتیں دونوں مختلف مذہبی تہواروں پر ناج کر اپنے دیوتاؤں کو خوش کرتے ہیں۔ جس سے فن رقص نے بھی بہت ترقی کی۔ مٹی، پتھر، لکڑی، سونے اور چونے کی مورتیاں بنائی جاتی ہیں جو کہ فنونِ لطیفہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ الغرضِ موسیقی، رقص، ڈرامہ، بصری فنون، تھیٹر تمام فنونِ لطیفہ پر ہندو مذہب کی گہری چھاپ محسوس کی جاسکتی ہے۔

2- بدھ مذہب :



بدھ مذہب میں فنونِ لطیفہ کو باقاعدہ مذہبی رہنمائی کے لیے استعمال کیا گیا۔ مہاتما بدھ کی زندگی کے مختلف ادوار کو مجسموں اور مصوری کے ذریعے اج�گر کیا گیا۔ اس کے علاوہ جانوروں کے مجسمے بھی بڑی خوبصورتی سے بنائے گئے۔ بدھ مذہب میں رقص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے ہمیں بدھ مذہب کے پیروکاروں میں اس حوالے سے بہت کم کردار نظر آتا ہے۔ بدھ مذہب کی عبادت گاہوں مثلاً سٹوپا (Stupa)، پگودا (Pagoda)، خانقاہ (Monestereee) اور چٹانوں کو تراش کر بنائی گئی عمارتوں کو دیکھیں تو ان کی فنا رانہ صلاحیتوں پر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ خطاطی کے میدان میں بھی نمایاں کام دیکھنے کو ملتا ہے۔ لکڑی، دھات، چونے اور پتھر کو استعمال کر کے انہوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشتاعت کا کام لیا۔ خاص کر اشوا کا بادشاہ کے دور میں جب بدھ مذہب کو سرکاری مذہب کا درجہ ملا تو بدھ آرٹ نے بہت ترقی کی۔

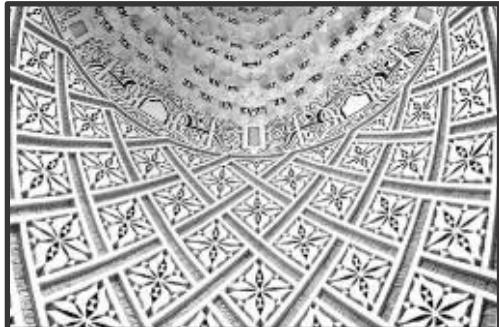
3- مسیحیت :



مسیحیت کا شمار قدیم مذہب میں ہوتا ہے۔ اس لیے فنونِ لطیفہ کی ترقی میں بھی اس کا نمایاں کردار رہا ہے۔ اگر ہم ان علاقوں کا جائزہ لیں جہاں پر مسیحیت پروان چڑھی اور مذہب نے ترقی کی تو ان علاقوں میں فنونِ لطیفہ پر مسیحیت کے گھرے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

میسیحیت میں فنِ مصوری کے حوالے سے بہت کام ہوا۔ بعض گرجا گھروں کے اندر انتہائی خوبصورت مجسمے اور تصاویر دیکھنے کو ملتی ہیں جو اپنے فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اسی طرح دیواروں پر پینٹنگز، نقش و نگار بھی انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب ہوتے ہیں۔ موسیقی کے فن کو ترقی ملی اور گرجا گھروں میں موسیقی کے آلات کے استعمال کی وجہ سے بہت سے آلات وجود میں آئے۔ مسیحی فنکاروں نے اپنے مذہب سے متاثر ہو کر اپنے فن میں اپنے مذہبی عقائد کا بھرپور اظہار کیا ہے۔

4- اسلام:



مجسمہ سازی یا بت سازی کی اسلام میں چونکہ اجازت نہیں، اس لیے مسلمانوں نے اپنے لطیف جذبات و احساسات کی تکمیل و اظہار کے لیے جوفون اختریار کیے ان میں خطاہی، جلد سازی، گلاکاری، رنگت آمیزی اور پچیکاری وغیرہ سرفہرست ہیں۔

مسلمانوں نے عمارتوں کی تعمیر کے وقت تزیین و آرائش اور ان پر بیل بوٹے بنانے اور فطری منظر نگاری کے اعلیٰ نمونے قائم کیے۔ بادشاہی مسجد، شالamar باغ، داتا دربار مسجد اور فیصل مسجد کی تعمیرات اس کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ جن کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لکڑی پر انتہائی اعلیٰ درجے کی کندہ کاری کا کام اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے علاوہ ظروف سازی میں بھی پچیکاری، رنگت آمیزی اور سجاوٹ کا کام بڑی مہارت سے کیا جاتا ہے۔

5- سکھ مذہب:



سکھ مذہب سب سے کم عمر مذہب ہے۔ لیکن فنوں لطیفہ میں اس کا بھی نمایاں کردار ہے۔ اس مذہب کا تعلق چونکہ پنجاب سے ہے لہذا پنجاب کی ثقافت کے اثرات ان کے مذہب پر نمایاں ہیں۔ سکھوں میں بت پرستی منع ہے لہذا ان کے گورودواروں میں زیادہ تر

مصوری، تصویر کشی (فوٹو گرافی) وغیرہ کافن ملتا ہے۔ جس میں بابا گورونا نک جی اور ان کے بعد دوسروے گوروؤں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ جنگی مناظر کی مصوری کے نمونے خصوصی طور پر سکھ مذہب میں بہت زیادہ ہیں۔ سکھوں کی خصوصی پہچان ان کی پگڑی ہے جو انھیں تمام دنیا میں ممتاز کرتی ہے۔ اس کو باندھنا ایک فن ہے۔

صوفیانہ شاعری

شاعری ایک ایسا فن ہے جس سے انسان اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے وہ اپنے اردو گرد، فطرت کے مناظر دیکھتا ہے یا روحانی طور پر محسوس کرتا ہے اُن کو الفاظ میں اس طرح پیش کرتا ہے کہ اپنے دل کی بات سُننے اور پڑھنے والے تک پہنچا دے۔ شاعری کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ بعض اوقات ایک شعر نثر میں لکھی گئی پوری کتاب کے ہم پلہ ہوتا ہے۔ شاعری کی بہت سی اصناف میں سے ایک صوفیانہ شاعری ہے۔ جس میں شاعر انسان کو حقیقتِ اصلی کی پہچان کرتا ہے اور اسے اپنی زندگی کے مقصد کے بارے میں بتاتا ہے۔ تمام مذاہب کی تعلیمات کے بارے میں اس مذہب کے ماننے والے شعراء نے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے شاعری کا سہارا لیا اور اس کلام کو صوفیانہ شاعری کا نام دیا گیا۔ ذیل میں ہم مختلف مذاہب میں صوفیانہ شاعری کے بارے میں پڑھیں گے۔

-1 ہندو مذہب:

ہندوؤں میں چونکہ رقص، موسیقی اور گانا مذہب کا حصہ ہے اس لیے صوفیانہ شاعری پر بہت کام ہوا ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں اشعار کی شکل میں خدا کا پیغام دیا گیا ہے۔ ان میں مہا بھارت، رامائن، بھگوت گیتا وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان میں ہندو دیوتاؤں کی زندگی، اُن کے افکار اور مذہبی عقائد کو اشعار کی شکل میں لوگوں تک پہنچایا گیا اور یہ اشعار ہر ہندو گھر میں تقریباً روزانہ پڑھے جاتے ہیں اور ان کا ان کی دنیاوی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کالی داس، بھگت کبیر اور بھاشا جیسے بے شمار شاعر ہیں جنہوں نے ہندو مذہب کے اخلاقی پہلوؤں سے لوگوں کو روشناس کرایا اور لوگوں کو خدا کی پہچان کروائی۔

-2 بدھ مذہب:

3- مسیحیت

مسیحیت کے اوائل میں ہی شعراء نے مسیحی مذہب کے عقائد کو شعروں کی شکل میں لوگوں تک پہنچانے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اس حوالے سے بہت سے شعراء کا نام لیا جاتا ہے۔ جن میں سے دانتے (Dante)، ولیم بلیک (William Blake)، بوٹھس (Boethius) اور ورڈزورٹھ (Wordsworth) نمایاں ہیں۔ ان شعراء نے لوگوں کو انسانیت، اخلاقیات اور مذہبی عقائد کے بارے میں آگاہ کیا۔ خاص طور پر بوٹھس نے بائبل مقدس کی تعلیمات کو اپنی شاعری کامرز بنایا اور لوگوں کی رہنمائی کی۔

4- اسلام :

اسلام ایسی شاعری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی تعریف کی گئی ہو، اس کے علاوہ اسلامی عقائد، توحید، اخلاقیات اور انسانیت کا درس دیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان موضوعات پر مسلمان شعراء نے جو کام کیا وہ بے مثال ہے اور ایسے شعراء سے تاریخ بھری پڑی ہے جنہوں نے روایتی شاعری سے ہٹ کر خالصتاً اپنے مذہب کو شاعری کی بنیاد بنایا۔ حسان بن ثابت[ؓ]، مولانا رومی[ؓ]، مولانا جامی[ؓ]، علامہ اقبال[ؒ]، کعب بن زہیر[ؓ]، مولانا حافظ[ؓ]، اکبرالہ آبادی[ؓ]، خواجہ غلام فرید[ؓ]، میاں محمد بخش[ؓ]، سیدوارث شاہ[ؓ]، بابا بلھے شاہ[ؓ] وغیرہ ایسے شعراء کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا انہوں نے اپنی شاعری کا محور اسلامی عقائد کو بنایا۔ حقیقت میں صوفیانہ شاعری کی شاخت انبیاء لوگوں نے کروائی۔ انہوں نے لوگوں کو اشعار کے ذریعے توحید، اخلاقیات اور انسانیت کا پیغام دیا۔ صوفیانہ شاعری نے اسلامی فنون پر گہرے اثرات مرتب کیے اور مختلف انداز سے فنون لطیفہ پر اثر انداز ہوئی۔ اور اسی شاعری کو ماہرین خطاطی، ماہرین تعمیرات اور موسیقاروں نے اپنے فن کے اظہار کے لیے استعمال کیا۔

5- سکھ مذہب :

سکھ مذہب میں شاعری پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ سکھ مذہب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ سکھوں کی مذہبی کتاب گورو گرنجھ صاحب تقریباً 5000 شبدوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ جن کو وہ شبد کیرتن کہتے ہیں۔ سکھ مذہب کے عقائد کے مطابق بت پرستی منع ہے۔ لہذا ان کے گورو دواروں میں یہ کتاب ہی مرکزی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے شبدوں کو صحیح و شام پڑھا جاتا ہے۔ ان شبدوں میں بابا گرو نانک جی کی تعلیمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ گورو گرنجھ صاحب، گورو مکھی یعنی پنجابی

پنجابی زبان میں لکھی گئی ہے اور اس میں مسلمان پنجابی صوفی شاعر بابا فرید جی کا کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔ سکھ گورو جو کہ بابا گرو ناک جی کے خلیفہ ہوتے ہیں، ان میں سے پہلے پانچ گورو اور ٹویں گورو نے صوفیانہ شاعری کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ اس کے علاوہ پنجابی زبان میں لوک شاعری میں بھی صوفیانہ شاعری کی خوشنوبیتی ہے، جس میں لوگوں کو سادہ الفاظ میں خدا کا پیغام پہنچایا جاتا ہے اور درس انسانیت و اخلاقیات دیا جاتا ہے۔ ان میں جگنی، لوری، چھوڑی، ماہیا وغیرہ عام ہیں۔

فِنِ تعمیر

انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے اور مل جل کر رہنے کو ترجیح دیتا ہے اور جب انسانوں کا ایک گروہ مل کر رہتا ہے تو معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اس کے ساتھ ہی معاشرتی ضروریات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جن میں خوراک، لباس، رہائش وغیرہ شامل ہیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے انسان مختلف طریقے اختیار کرتا آیا ہے جیسا کہ رہنے کے لیے گھر کی تعمیر، عبادت کے لیے عبادت گاہ کی تعمیر وغیرہ۔ تمام مذاہب کے ماننے والے جب کوئی عمارت تعمیر کرتے ہیں تو اس کے طرز تعمیر سے اس کے مذہب کی جھلک نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے اور دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ مندر ہے یا مسجد، گورو دوارہ ہے یا گرجا گھر، گویا مذہب نے تعمیرات کے فن پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ذیل میں ہم تعمیرات کے شعبہ میں مذہب کے اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔

-1- ہندو مذہب:



ہندوؤں کا مذہب اس دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شامل ہے۔ اس لحاظ سے انہوں نے تعمیراتی میدان پر بھی گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ برصغیر میں ہندوؤں نے جگہ جگہ مندر، ہسپتال، سرائے، پاٹ شالا (مذہبی تعلیمی ادارے) وغیرہ تعمیر کیے۔ جن میں مذہب کے آثار واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ مندوں کی تعمیر میں بت تراشی، مجسمہ سازی، تصویر کشی کافی

انی بلند یوں کوچھوتا محسوس ہوتا ہے اور دنیا میں انی مثال آپ ہے۔ ہندوؤں نے اپنے مذہبی عقائد کو نمایاں کرنے کے لیے

عورتوں اور جانوروں کے مجسموں کو اس خوبصورتی سے بنایا کہ وہ ایک خاص پیغام دیتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ہندو ماہرین فن نے پھاڑوں کو کاٹ کر اور پھر وہ کو تراش کر جو عمارتیں بنائی ہیں ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

پڑھنڈہب:- 2

بدھ مذہب نے بھی انسانی زندگی پر گھرے اثرات مرتب کیے بدھ پیر و کاروں کی رہائش گاہیں، سٹوپا، پکوڑا، خانقاہیں بدھ مذہب کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ مہاتما بدھ کے مجسمے، جانوروں کے مجسمے، سنگ تراشی وغیرہ بدھن تعمیر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آج بھی میانمار، سری لنکا، پاکستان (ٹیکسلا، وادی سوات) وغیرہ میں بدھ تعمیرات کے شاہکار موجود ہیں۔ جن میں ان کے مذہبی عقائد کی جھلک نمایاں ہے۔



میسیحیت : -3

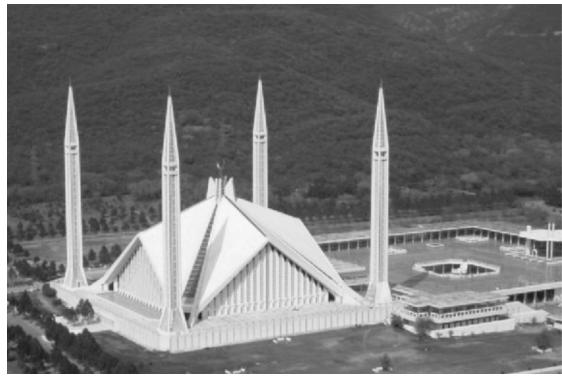
میسیحی مذہب کے ماہرین فن نے عمارتوں کی تعمیر کے دوران اپنے مذہبی عقائد کی بھر پور عکاسی کی ہے۔ ان میں سب سے پہلے ان کے گرجا گھر ہیں۔ ان عمارتوں کی تعمیر میں انہوں نے ایک خاص انداز اختیار کیا اور آج دنیا میں کہیں بھی کوئی گرجا گھر ہوتا ہم اس کی عمارت کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں یہ گرجا گھر ہے۔ مزید ان عمارتوں کو خداوند یسوع مسح اور مقدسہ مریم وغیرہ کی تصاویر اور جسموں سے ایسے مزین کیا گیا ہے کہ بندہ دیکھتا ہی رہ جائے۔ گرجا گھروں کے علاوہ قلعوں، قبرستانوں، حکومتی عمارتوں اور گھروں کی تعمیر میں بھی مذہبی عقائد کی چھاپ نظر آتی ہے۔



اسلام -4

”اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصوتی کو پسند کرتا ہے۔“ اسی کی بنیاد پر مسلمانوں نے تعمیراتی فن سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو خوبصورت بنایا۔ پہلے خوش خطی سے صرف قرآن مجید کو سجایا جاتا تھا، مگر پھر آہستہ آہستہ گھروں، مسجدوں، مزاروں اور باغات وغیرہ میں بھی تعمیراتی فن استعمال ہونے لگا۔

اسلامی فن تعمیر اپنے اوپرے اونچے مینار، تکونی برج، لگندہ اور خوبصورت گزرگا ہوں اور راہدار یوں کی وجہ سے مشہور



ہے۔ یہ سب مسلمانوں کی کوششوں کی عکاسی کرتے ہیں جو انہوں نے دنیا کو ایک خوبصورت جگہ بنانے اور اس کی عمارتوں کی تربیث و آرائش کے لیے صرف کیں۔ ان عمارتوں کو خوبصورت، دیدہ زیب اور جاذب نظر بنانے کے لیے خطاطی، نقش و نگار، قدرتی منظر کشی، کندہ کاری، لکڑی کا کام، غرض کہ ہرن سے مدد لی گئی۔

مسلمانوں نے تمام دنیا میں جہاں بھی حکومت کی، اسلامی فنِ تعمیر کے بھرپور نمونے قائم کیے، جو آج بھی مسلمانوں کی مذہبی عقیدت کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان میں مسجدِ نبوی، بادشاہی مسجد، شالامار باغ لاہور، فیصل مسجد اسلام آباد، مسجدِ اقبال لاہور، تاج محل آگرہ وغیرہ مسلمانوں کی اسلامی شناخت کا کھلا ثبوت ہیں۔

5- سکھ مذہب:



سکھ مذہب کے پیروکاروں کو حکومت سازی کے موقع بہت کم ملے۔ وہ تعمیراتی شعبے میں زیادہ کام نہ کر سکے۔ لیکن گورودواروں، حولیوں، قلعوں، سماں ہیوں اور تعلیمی اداروں میں سکھ طرزِ تعمیر کی چھاپ نظر آتی ہے۔ ان عمارتوں کے ستون، کھڑکیاں، الماریاں، گنبد، مینار وغیرہ عمدہ فنِ تعمیر کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر ہم ان تمام مذاہب کے ماننے والوں کے گھروں کی عمارتوں کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر مذہب کے پیروکاروں کے گھروں پر بھی ان کے مذہب کا اثر ہے۔

الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب چاہے کوئی بھی ہواں نے اپنے ماننے والوں کی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑے اور انی طرزِ زندگی کو بدل کر رکھ دیا اور یہ فنون لطیفہ، صوفیانہ شاعری اور فنِ تعمیر مذہبی عقائد کے اظہار کا ذریعہ بن گئے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

- (i) مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات کا جائزہ لجئے۔
- (ii) ہندو مذہب کے فنِ تعمیر پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

- (i) فنونِ اطیفہ سے کیا مراد ہے؟
- (ii) صوفیانہ شاعری سے کیا مراد ہے؟
- (iii) صوفیانہ شاعری پر اسلام کے اثرات کا جائزہ لجئے۔
- (iv) اس سبق میں کون کون سے مذاہب کا ذکر ہے؟
- (v) اسلامی فنِ تعمیر کی کچھ عمارتوں کے نام بتائیں۔

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) بدھ مذہب کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں:

(د) گورودوارہ

(ج) مسجد

(الف) مندر

(ii) تاج محل کس مذہب کے فنِ تعمیر کی عکاسی کرتا ہے؟

(د) ہندو

(ج) سکھ

(الف) مسیحیت

(iii) بت پرستی کرتے ہیں:

(د) مسلمان

(ج) سکھ

(الف) بدھ

(iv) خطاطی میں ممتاز مقام رکھتے ہیں:

(د) سکھ

(ج) بدھ

(الف) ہندو

(v) سکھ مذہب کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں:

(د) گورودوارہ

(ج) چرچ

(الف) مندر

خالی جگہ پر کریں۔ - 4

- (i) مسیحیوں کی عبادت گاہ کو کہتے ہیں۔
- (ii) ہندو مذہب کا شمار میں ہوتا ہے۔
- (iii) سکھوں کی ندی ہبی کتاب شبدوں پر مشتمل ہے۔
- (iv) اسلام میں بت پرستی ہے۔

کالم (الف) اور کالم (ب) کو ملا کر درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔ - 5

کالم ج	کالم ب	کالم الف
	گورو دوارہ	مسيحي
	مندر	مسلمان
	مسجد	ہندو
	گرجا گھر	بده
	سٹوپا	سکھ

سرگرمیاں

- (i) طلباء و طالبات کے پانچ گروپ بنائیں۔ ہر گروپ ایک مذہب کی عبادت گاہ کی تصویر بنائے۔
- (ii) طلباء و طالبات اپنے گھروں کے پاس موجود عبادت گاہوں کی شناخت کریں اور ان کے نام لکھیں۔
- (iii) طلباء و طالبات کو شہر میں موجود مختلف مذاہب سے متعلقہ عمارات کی سیر کرائی جائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) طلباء و طالبات کو فن تعمیر کے بارے میں مزید معلومات دیں۔
- (ii) طلباء و طالبات کو تمام مذاہب کے انسانی زندگی پر ثابت اثرات کے بارے میں بتائیں۔

☆ تعارف



مذہبِ زرتشت اگرچہ مشہور عالمی مذاہب میں سے ایک ہے لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ ان تمام عالمی مذاہب میں جو صدیوں زندہ رہے اور آج بھی موجود ہیں ان میں سے ایک ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد انتہائی قلیل ہے۔ لیکن اس کی تاریخی داستان خاصی طویل ہے۔ آج سے بہت پہلے وسط ایشیا سے ایک قوم اٹھی جسے آریا کہا جاتا ہے۔ کچھ آریا لوگ مغرب کی جانب چلے گئے اور اس نسل کے لوگ یورپ میں آج تک آباد ہیں۔ کچھ مشرق کی طرف آئے جن میں نمایاں آریاؤں کی دو شاخیں ہیں۔

(1) ہندوستانی آریا (2) ایرانی آریا

جو شاخ ہندوستان میں آباد ہوئی اس کے مذہب کا تذکرہ ویدک دھرم (ہندو مذہب) میں ہے اور دوسری شاخ ایرانی آریا ہیں۔ یہ بات تاریخی شواہد سے واضح ہے کہ ان دونوں شاخوں کی جغرافیائی اصل ایک تھی۔ اس لئے قدیم ایران کا مذہب اور قدیم ہندوستان کا مذہب آپس میں مشترک ہیں اور ان دونوں مذاہب کی روایات کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اگرچہ دونوں مذاہب میں مماثلت کے باوجود بعض بنیادی اختلافات بھی ہیں۔

گماں غالب ہے کہ قدیم آریا کے دو حصے ہو گئے تھے۔ ایک ایران میں رہ گیا اور ایک ہندوستان میں آ کر آباد ہو گیا۔ اصل میں دونوں کے دینی افکار کی بنیاد ایک تھی مگر جغرافیائی ماحول کی بنا پر دونوں کی آئندہ زندگی مختلف ہو گئی۔

☆ مذہبِ زرتشت کا ارتقاء

اہل ایران کے مذاہب کے تاریخی حالات دریافت کرنا ویدک دھرم کے مقابلے میں بھی زیادہ مشکل ہے۔ ایران

کا قدیم مذہبی ادب بہت کم دستیاب ہے۔ ایرانی مذہب کی تاریخ کے مطالعے کی سہولت کے لیے اسے تین ادوار یا حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔



(1) ایران قبل از زرتشت

(2) زرتشت اور اس کی تعلیم

(3) زرتشت کے بعد اس مذہب کا ارتقاء

(1) ایران قبل از زرتشت

قدیم ایران کا مذہب ویدک دھرم کے مشابہ تھا، چنانچہ دونوں میں مظاہر فطرت کی پرستش رائج تھی۔ لوگ دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ دونوں مذاہب کے ہاں ایک ہی نام اور ایک ہی خوبیوں سے متعلق دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی۔

ایرانیوں میں اگرچہ آگنی دیوتا کا تصور نہ تھا۔ تاہم براہ راست آگ کا احترام اور اس کی پرستش کی جاتی تھی۔ دیوتاؤں کے لئے قربانیاں دیتے وقت آگ جلائی جاتی تھی۔ قربان گاہ کے نزدیک گھاس کو پاک کیا جاتا تھا اور اس پر سوم رس چھڑ کا جاتا تھا۔ ایک میز لگائی جاتی تھی جس پر قربانی کے ٹکڑے رکھے جاتے تھے، چنانچہ جناب زرتشت کی آمد سے قبل مظاہر فطرت اور مختلف دیوتاؤں کی پوجا کا رواج عام تھا۔

البتہ ایرانیوں میں زرتشت کے آنے سے پہلے چند خوبیاں بھی موجود تھیں، جن میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگ جھوٹ سے نفرت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ مقروض ہونے سے بھی بڑی نفرت کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک مقروض ہونا جھوٹ بولنے کے جرم کا ذریعہ بتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ طب میں مہارت رکھتے تھے۔

(2) زرتشت اور اس کی تعلیم

ماہرین لسانیات کے مطابق زرتشت کا پیدائشی علاقہ شمال مشرقی ایران ہے لیکن زرتشت کی تعلیمات ایرانی سلطنت (Persian Empire) تک پہنچیں تو انہوں نے اس عقیدے کو مان لیا۔ تمام عبادت گاہوں میں آتش کدے روشن ہو گئے اور لوگ شاہی مذہب میں جو ق درجوق شامل ہوتے گئے اس طرح پورے ایران میں زرتشت مذہب پھیل گیا۔ ایران سے ہندوستان میں بھی اس کے اثرات پہنچے، پھر زرتشت مذہب بھارت سے بھرہ روم تک بڑھا۔

(3) زرتشت کے بعد اس مذہب کا ارتقاء

آج اس مذہب کے پیروکار صرف ایران میں شیراز کے ارد گرد پاکستان میں کراچی اور بھارت میں ممبئی، افریقہ اور یورپ میں بہت قلیل تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

☆ مذہب زرتشت کے بنیادی تصوّرات

زرتشت نے آہورامزدا کے تصور کو خداۓ بزرگ و برتر کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اس طرح ان کا میلان تو حیدر کی طرف ہے، زرتشت نے خدا کے نور کی 23 صفات پیش کی ہیں جو اسلامی تصور سے ملتی ہیں۔ مثلاً خالق کائنات، مالکِ کل، علیم، رحیم، غیر فانی وغیرہ پر مشتمل ہے۔

نیز مذہب زرتشت میں آخرت، جنت و دوزخ، ملائکہ کا عقیدہ اور انبياء کی ضرورت کا نظریہ پایا جاتا ہے جو آسمانی مذاہب کے بنیادی عقائد ہیں۔ ان کی بنیادی تعلیم خیر و شر کی شکمش ہے دوسرے لفظوں میں اسے شویت کہا جاتا ہے۔ زرتشت کی تعلیمات سے باخبر ہونے کے لیے ”گاتھا“ کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ گاتھا تعداد میں پانچ ہیں جو 17 نظموں پر مشتمل ہے۔ اور اب وہ اوستا کے بڑے حصے یسنا (Yasna) کا ایک جزو ہے۔ زرتشت مذہب کے فلسفہ اخلاق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔



(3) کردار نیک

(1) گفتار نیک (2) اندیش نیک

☆ مذہب زرتشت کے عقائد

الہام پر اصرار

گاتھا (Gatha) میں لکھا ہے کہ زرتشت الہام کی صداقت کو بڑی تاکید سے پیش کرتا ہے۔

مظاہر فطرت کا بیان

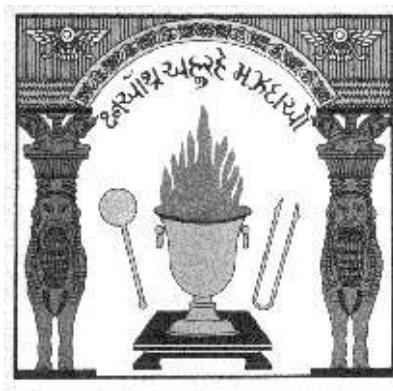
گاتھا (Gatha) میں زمین و سورج، چاند ستاروں اور اسی طرح دوسرے مظاہر فطرت کے حوالے سے

آہورامزدا کی حمد و ستائش بیان کی گئی ہے۔

خیر و شر

زرتشت مذهب کے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آہورا مزدا خدائے بزرگ و برتر موجود ہے لیکن مخلوق میں اس کی مخالف ذاتیں موجود ہیں۔ ہر آدمی کے قلب میں خیر و شر کا تصادم جاری رہتا ہے۔ آہورا مزدانے ہر انسان کو خیر و شر میں امتیاز کی صفت عطا کی ہے۔ پھر اس کو کسی ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے۔

نیکی کی تبلیغ



خیر و شر کو واضح طور پر علیحدہ کرنا مشکل ہے۔ اس لیے گاتھا (Gatha) میں نیک کام اور نیک آدمیوں کی صفات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ان صفات کو اختیار کر کے دنیا میں نیکی کی تبلیغ کی جاسکے۔ ”آہورا مزدا“ (Ahura Mazda) ”یزدان“ (Yazdan) کے لیے آگ کو بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ایک پاک اور طاہر شے ہے اور دوسری چیزوں کو پاک اور طاہر کر دیتی ہے۔ اس لیے زرتشت مذهب کے معبدوں اور مکانوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔ اسی وجہ سے انہیں آتش پرست کہتے ہیں۔ عرب انہیں مجوسی کہتے ہیں جبکہ ہندوستان اور پاکستان میں انہیں پارسی کہتے ہیں۔

مذهب زرتشت کے مطابق کائنات میں دو طاقتیں موجود ہیں:

(i) یزدان (ii) اہرمن

یزدان (Yazdan)

یزدان کو (Ahura Mazda) آہورا مزدا بھی کہتے ہیں۔ یزدان خالق اعلیٰ اور روح و صداقت ہے۔ وہ اچھائی کی علامت ہے۔ وہ تمام دنیا اچھی چیزوں اور انسان کا خالق ہے۔ اسے نیک روحوں کی امداد و اعانت حاصل ہے۔ زرتشت مذهب میں یہ تصور موجود ہے کہ نیکی کا خدا یزدان ہے اور اس کی بدی کے ساتھ جنگ جاری رہتی ہے۔ جس میں آخری فتح یزدان کی ہی ہوگی۔

اہرمن (Ahirman)

اہرمن یزدان کی ضد ہے اور دوسری بڑی طاقت ہے لیکن یہ طاقت بدی اور جھوٹ کی ہے۔ اس کی مدد بر جیں کرتی ہیں۔ دونوں طاقتوں میں ازل سے کشمکش جاری ہے اگر دنیا پر اہرمن غالب آجائے تو برائیاں اور گناہ بڑھ جاتا ہے اور اگر یزدان غالب آجائے تو خوشحالی اور نیکی بڑھ جاتی ہے۔

☆ مذہب زرتشت کی مذہبی کتاب

اوستا (Avesta): مذہب زرتشت کی مقدس کتاب کو اوستا (Avesta) کہا جاتا ہے جس کے معنی "اصل متن" کے ہیں۔ اوستا (Avesta) کی زبان قدیم ایرانی زبان ہے۔

اوستا (Avesta) کی تقسیم

- (1) یسنا (The Yasna) حمد و ستائش
- (2) وسپورڈیا و سپرٹ (The Vaspird) سرداران
- (3) وندیداد (The Vendidad) بھوت پریت
- (4) یشت (The Yashts) نذر و نیاز
- (5) خوردا اوستا (The Khordeh Avesta)

☆ یسنا (The Yasna)

یہ 72 ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں قربانی کی دعائیں جمع کی گئیں ہیں۔ یہ اوستا (Avesta) کا قدیم ترین حصہ ہے جو سب سے زیادہ مقدس قرار دیا جاتا ہے۔ گاتھا بھی اسی کا حصہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زرتشت کی نظموں پر مشتمل ہے۔

☆ وسپورڈ / وسپرٹ (Vaspird) سرداران

اس کے معنی (All the Lords) کے ہیں۔ یہ 24 ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں آہورا مزدا

(Ahura Mzada) خدائے خیر کے حصہ داروں کا ذکر ہے۔

☆ وندیداد (Vendidad) بھوت پریت

یہ کتاب 22 ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ ہندوستانی پارسیوں کا دستورِ حیات ہے۔ اس میں آرواحِ خبیثہ سے مقابلہ کرنے کی تدابیر ہیں۔

☆ یشت (Yashts) نذر و نیاز

یہ کتاب 21 ابواب پر مشتمل ہے اس میں بھجن اور دعاؤں کا ذکر ہے۔ اور حیات بعد الہمات کے بارے میں تصورات بھی اسی میں شامل ہیں۔ (Hadhox Nask)

☆ خورداوستا: (The Khordeh Avesta)

یہ شخصی عبادت کی دعائیں ہیں جو پر وہت اور عام لوگ کیساں پڑھتے ہیں۔

زرتشت مذہب کی کتاب سے منتخب کلام

گاتھا (Gatha)

پہلی گاتھا 7 نظموں پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز زرتشت کی دعا سے ہوتا ہے، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ ”اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے میں تیری مدو کا ملکتی ہوں۔ اے مزدا (Mazda) جو سب چیزوں میں اول ہے میں تیرے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے روحانی کام کرنے کی توفیق حاصل ہو۔“ اس گاتھا کی دوسری نظم ایک مکالمے پر مشتمل ہے جو بہشت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔

تیسرا نظم زرتشت کے مقاصد کی عکاسی کرتی ہے۔

چوتھی طویل نظم مزدا کی حمد و شکرانش بیان کرتی ہے۔

پانچویں نظم ایک مکالمہ ہے جس میں زرتشت شیطانوں کی ندمت کرتا ہے۔ یہ گاتھا اس دعا پر ختم ہوتی ہے۔

”مزدا (Mazda) مجھے وہ تمام باتیں بتائیے جو بہترین تعلیمات ہیں اور جو بہترین اعمال

ہیں۔ اے فخرِ جمیل! اے حق و راستی! تو ہی حمد و شکرانہ کا مستحق ہے۔ ہمیں یہ یقین دلا دیجیے کہ

نوع انسانی آپ کی رضا کے مطابق عمل کرے گی۔“

دوسری گاٹھا(Gatha) چار نظموں پر مشتمل ہے جس کے بعض حصے اسرارِ کائنات کو بیان کرتے ہیں۔

تیسرا گاٹھا(Gatha) جو روحِ خیر کے نام سے معروف ہے۔ اس سے زرتشت کے عقیدے، روحِ خیر کا

جامع اظہار ہے۔

چوتھی گاٹھا(Gatha) میں ایک نظم شامل ہے۔

پانچویں گاٹھا(Gatha) بھی ایک نظم پر مشتمل ہے۔ جس میں زرتشت دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

”اے آہورا مزدا! جس طرح تیرے خیالات، الفاظ اور اعمال سبھی خیر و بھلائی سے بھر پور ہیں

اسی طرح ہم نیکی اور بھلائی کے طلب گار ہیں۔ تیری ہی تعریف اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں

ہم تیری مناجات کرتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

وندیداد(Vendidad)

وندیداد(Vendidad) میں ارواحِ خیشہ سے مقابلہ کرنے کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔ پاکیزگی سے مقصود فقط جسم

اور ماحول کی پاکیزگی نہیں بلکہ خیالات، فکر اور کردار کی پاکیزگی بھی ہے۔ اس کے معنی حقيقةت میں گناہوں سے بچنا ہے۔

الہذا زرتشت دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”اے آہورا مزدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے ٹھیک ٹھیک آگاہ کر۔ کیا میں دروغ (دروغ یعنی بدی کی

روح) کو اشا (نیکی) کے سپرد کر کے تمہاری محبت کے باعث ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر سکتا ہوں؟“

انسان جب اپنے خیال، زبان اور جسم کو گناہ، برائی اور فتح سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ گویا پاکیزہ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیک

اور صلح انسان وہ ہے جس کے خیالات، الفاظ اور اعمال پاکیزہ ہوں۔ وندیداد میں ہے کہ

”اے انسانو! خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہوا اور ابلیس کے شیطانوں کو مار بھگاؤ۔ وگرنہ کاہلی جو تمام مادی دنیا کو نیند

میں مدھوٹ کرتی ہے صحیح ہوتے ہی تم پر غالب آجائے گی جب کہ اکثر لوگ جاگ اُٹھتے ہیں تمہیں مناسب نہیں کہ زیادہ دیر

تک سوتے رہو۔“

اہذا شخصیت کی پاکیزگی کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے خیالات، الفاظ اور اعمال گناہوں کی آلات سے پاک و صاف ہوں۔ اس اصول کو ایک جملے میں بیان کرنا ہوتا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ قلب انسانی گناہوں سے پاک ہونا چاہیے۔ قلب انسانی کی پاکیزگی کی سب سے بڑی دشمن خواہشاتِ نفسانی ہیں۔ انسان کو ذکرِ الہی سے اس دشمن پر فتح پانی چاہیے۔ اہر من جس کا مسکن ظلمت و فتح ہے، پاکیزہ قلب میں ٹھہر نہیں سکتا۔ وہ اس سے ڈرتا اور بھاگتا ہے۔ پاکیزگی دراصل قلب کا نور ہے، جو یزدان کا جلوہ، اس کا پرتو، اس کا مظہر اور اس کا جہان ہے۔ یزدان فقط پاکیزہ قلب میں ہی رہتا ہے۔ بخلاف اس کے وہ دل جو ناپاک ہوتے ہیں۔ تاریک و فتح ہوتے ہیں وہاں اہر من یعنی (شیطان) رہتا ہے۔ ظاہر ہے جہاں شیطان ہو گا وہاں جرم و گناہ کا دور دورہ ہو گا، وہاں خوف و حزن ہو گا اور وہاں انسان کے لئے آتش دوزخ ہو گی۔

حیات بعد احیمات (Hadhoxt Nask)

زرثشت کی تعلیمات کا ایک اور اہم پہلو جس نے بعض دانشوروں کے خیال میں دوسرا مذاہب پر گہر اثر ڈالا ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد کی زندگی اور آخرت سے متعلق تصورات ہیں۔ زرثشت نے دعا کی کہ ”اے آہورا مزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندگی میں اور آخرت کی روحانی زندگی میں راستی اور تیرا قرب حاصل کر سکیں۔ اے آہورا مزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری سلطنت میں داخل ہوں۔ دونوں دنیاوں میں تو ہی ہمارا بادشاہ ہے۔ ہم اپنی جانیں اور اپنے جسم تمہیں ہی سونپتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ ہم تیری رضا اور محبت حاصل کر سکیں۔ اے خدائے کلیم و دانا ہماری را ہنمائی کرو ہمیں خوشی عطا کر۔“

اس سلسلے میں زرثشت نے اپنی تعلیمات کو بہت واضح طور پر پیش کیا ہے کہ مرنے کے ساتھ انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح کو ایک پل (چنوت) پر سے گذرنا ہوتا ہے۔ جہاں اس کا امتحان ہو جاتا ہے۔ نیک انسان کی روح بآسانی اس پل پر سے گزر جاتی ہے اور دوسرے کنارے پر آہورا مزد کے زیر سایہ جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیتی ہے۔ جبکہ بُرے انسان کی روح جس نے دنیا میں بہت گناہ کئے ہیں۔ اپنے ضمیر کے ساتھ میل سے گزر کر دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناتی ہے۔ مرنے کے فوراً بعد انفرادی طور پر ہر انسان کو اس کے اچھے یا بے اعمال کے مطابق اس طرح اس کا بدلہ مل جانے کے علاوہ زرثشت نے ایک مقررہ وقت پر دنیا کا خاتمه، تمام مردوں کا زندہ کیا جانا اور اس کے بعد اجتماعی حساب کتاب یعنی قیامت کا تصور بھی پیش کیا ہے۔ اس تصور کے مطابق قیامت کے قریب ایک ”نجات دہنہ“ ظاہر کر دیا جائے گا جس کی سر کردگی میں خیر کو شر پر مکمل فتح حاصل ہو

جائے گی اور موجودہ دنیا کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد تمام مردے زندہ کر دیئے جائیں گے اور اجتماعی طور پر دنیا میں لوگوں کے اعمال کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا۔ حشر کے اس میدان میں اچھے اور بے لوگوں میں تیز کے لئے ان کو آگ اور پکھلی ہوئی دھات کے امتحان سے بھی گزرنا ہوگا جہاں اچھے لوگ سلامتی کے ساتھ اس میں سے گزر جائیں گے جب کہ بے اعمال کرنے والوں کے لیے وہ مکمل عذاب ہوگا۔ اس کے بعد نیک لوگوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ہوگی اور بے لوگ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں بعد کی ژرٹشی روایت میں اتنی تبدیلی ہو گئی ہے کہ حشر کے میدان میں آگ اور پکھلی ہوئی دھات سے گزرنے کا امتحان گناہ گاروں کے لئے کفارے کی ایک صورت اختیار کر گیا جس سے گزرنے کے بعد گناہ گاروں کے تمام گناہ دھل جائیں گے۔ اور نیک و بد تمام لوگ ہمیشہ کے لئے ابدی مسرت سے ہمکنار ہو جائیں گے یعنی بعد کی ژرٹشی روایت میں گناہ گاروں کے لئے ابدی دوزخ کا کوئی تصور باقی نہیں رہ گیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

- (i) مذہب ژرٹشت کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔
- (ii) مذہب ژرٹشت کی مذہبی کتاب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

- (i) ژرٹشی مذہب کے بنیادی اصول کیا ہیں؟
- (ii) آہورا مزدا(Ahura Mazda) سے کیا مراد ہے؟
- (iii) اہرمن(Ahirman) سے کیا مراد ہے؟
- (iv) یزدان(Yazdan) کے لیے آگ کو بطور علامت کیوں لیا گیا ہے؟
- (v) گاٹھا(Gatha) میں ژرٹشت کی دعا کے کیا الفاظ درج ہیں؟

-3 درست جواب کے گرد امداد لگائیں۔

- (i) شخصی عبادت کی دعائیں شامل ہیں:

- (ا) وندیداد میں (ب) یشت میں (ج) خورداوستا میں (د) یسنا میں

(ii) یہاں میں ابواب کی تعداد ہے:

- | | | | |
|-----------------|------------------|-------------------------|-----------------------|
| 72(,) | 70 (ج) | 68 (ب) | 66 (ا) |
| | | نظاموں پر مشتمل ہے: | پہلی گا تھا..... |
| 7(,) | 6 (ج) | 5 (ب) | 4 (ا) |
| | | چار نظاموں پر مشتمل ہے: | چار چھوٹی گا تھا..... |
| (ا) پہلی گا تھا | (ب) دوسرا گا تھا | (ج) تیسرا گا تھا | (د) چھوٹی گا تھا |

-4 خالی جگہ پر کبھی۔

- | | |
|---|--------------------|
| (i) یشت..... | ابواب پر مشتمل ہے۔ |
| (ii) چھوٹی اور پانچھویں گا تھا(Gatha)..... | نظم پر مشتمل ہے۔ |
| (iii) مذہب زرثشت کی مقدس کتاب کو..... | کہتے ہیں۔ |
| (iv) مذہب زرثشت کے ہاں آخرت، جنت، دوزخ کی ضرورت کا..... | بھی پایا جاتا ہے۔ |
| (v) زرثشت کو عرب میں..... | کہا جاتا ہے۔ |

سرگرمیاں

- | |
|---|
| (i) طلباء و طالبات مذہب زرثشت کے بنیادی اصولوں کا چارٹ بنا کر آؤ ویزاں کریں۔ |
| (ii) طلباء و طالبات مذہب زرثشت کی نہیں کتاب کی تقسیم کے مطابق فہرست بنا کر آؤ ویزاں کریں۔ |

اساتذہ کے لیے ہدایات

- | |
|--|
| (i) اساتذہ طلباء و طالبات کو مستند ذرائع سے ملنے والی معلومات سے مذہب زرثشت کے بارے میں آگاہی دیں اور ان کی دوسرے مذاہب کے ساتھ مشترک خصوصیات کا تذکرہ کریں۔ |
|--|

بَاب 3

☆ عِيدُ الْأَضْحَى

عِيدُ الْأَضْحَى کو بقر عید یا بڑی عید بھی کہتے ہیں۔ یہ اسلامی کلینڈر کے لحاظ سے سال کے آخری مہینہ یعنی ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ اس دن دنیا کے تمام مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ یہ دن حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی فقید المثال قربانی کی یاد



دلاتا ہے جس کا پس منتظر کچھ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ اگلی صبح انہوں نے یہ خواب اپنے بیٹے کو سنایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہیں، انہوں نے جان کی قربانی میں، ہی اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی لیکن انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ نہیں کھلی جگہ پر لے گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں پر پتھر باندھ لی تاکہ شفقت پدری سے رضاۓ الہی میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ اپنے بیٹے کی گردان پر چھپری رکھی اور ذبح کرنا شروع کیا۔ جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو دیکھا کہ ان کے بیٹے کی جگہ ایک دُنبہ تھا جو قربان ہوا، ان کا بیٹا ان کے سامنے کھڑا تھا۔ دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان تھا جس میں آپ سُرخرو ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکردا کیا۔

قربانی ایک اہم مالی عبادت ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے دس سال بعد تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے، ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو صاحبِ نصاب ہو، چاہے وہ کہیں بھی رہتا ہو۔

مسلمانانِ عالم اپنے نبی حضرت ابراہیم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے بکرا، گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ اس قربانی کا اصل مقصد یہ اظہار کرنا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہیں چاہے وہ کتنی ہی پیاری کیوں نہ ہو۔ مسلمان قربانی کے جانور کے گوشت کو مذہبی طریقے سے تین برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ رشتہ داروں کے لیے، ایک مستحقین اور ایک حصہ خود استعمال کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی یہ عظیم قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر چیز قربان کرنے کے لیے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔



اسٹر (عیدِ قیامت مسیح) Easter ☆

میسیحی سال کی ایک بڑی عید ایسٹر ہے، جو خداوند یسوع مسیح کے جی اٹھنے کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ اس کی تاریخ 22 مارچ اور 25 اپریل کے درمیان ہوتی ہے۔ یعنی موسم بہار کے اُس دن کے بعد جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں۔ اس کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ 21 مارچ یا اس کے بعد جس تاریخ کو جب چاند پورا ہو اُس کے بعد کا پہلا اتوار ایسٹر کا ہوگا لیکن اگر پورا چاند پہلے اتوار کو ہو تو اُس سے اگلا اتوار ایسٹر ہوگا۔



یسوع مسیح کا مردوں میں سے جی اٹھنا بائیبل مقدس کی بہت سی پیشین گوئیوں کی تکملہ ہے جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں کہتے ہیں ”تو میری جان کو پاatal میں نہ رہنے دے گا۔“ جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام تروہی قیامت کوہی زندہ ہونگے۔ یہ بات انہوں نے یسوع مسیح کے بارے میں کہی جو زندہ ہوئے۔ یسوع مسیح نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا

”تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد فتح ہو گا اور اہن انسان حوالہ کیا جائے گا تا کہ اسے صلیب دیا جائے“ (مقدس متی 26: 2)۔ پس یسوع مسیح اپنے کہنے کے مطابق تیسرے دن جی اٹھا۔ یسوع مسیح نے بہت سے ثبوتوں کے ساتھ اپنے آپ کو زندہ

ثابت بھی کیا۔ جیسے وہ مریم مگدلينی کو دکھائی دیا، اپنے گیارہ شاگردوں کو دکھائی دیا، دو شاگردوں کو اماوس کی راہ پر دکھائی دیا، وہ ماہی گیروں کو دکھائی دیا، وہ ایک ہی بار 500 لوگوں کو دکھائی دیا، جب مقدس پلوس رسول نے یہ بیان لکھا تو اُس وقت ان میں سے بہت سے لوگ زندہ تھے۔ اُس وقت وہ کہہ سکتے تھے کہ مقدس پلوس رسول جھوٹ بول رہا ہے لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا، پٹمس کے جزیرہ میں یونہا عارف کو دکھائی دیا، مقدس پطرس نے کہا کہ سب شاگردوں نے یسوع مسیح کو دیکھا، انہوں نے دمشق کی راہ پر مقدس پلوس رسول پر اپنے آپ کو ظاہر کیا، مقدس اوقا لکھتے ہیں کہ یسوع مسیح زندہ ہونے کے بعد چالیس دن تک لوگوں کو دکھائی دیتے رہے۔

انجیل مقدس میں مرقوم ہے کہ اگر یسوع مسیح مردوں میں سے زندہ نہیں ہوا تو ہمارا ایمان لانا بے فائدہ ہے، اور ہم ابھی تک گناہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے پاس بچنے کی کوئی امید نہیں۔ مقدس پطرس رسول جس نے یسوع مسیح کے پڑوائے جانے کے وقت تین بار اُس کا انکار کیا جب اُس نے زندہ یسوع مسیح کو دیکھ لیا تو وہ اُس کی خاطر قربان ہو گیا۔ جن لوگوں سے ڈر کر اُس نے یسوع مسیح کا انکار کیا تھا انہی کے سامنے وہ یسوع مسیح کا اقرار کر کے اُن کو بھی یسوع مسیح پر ایمان لانے کی تلقین کر رہا تھا۔

دنیا بھر کے مسیحی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح مر کرتے ہوئے دن مردوں میں سے زندہ ہوئے۔ اسی یاد کی خوشی میں ایسٹر یا عید قیامت مسیح مناتے ہیں۔ اس تہوار کو پاکستانی مسیحی بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اپنی نجات کے ایمان پر پختہ ہو جاتے ہیں۔

یہ تہوار یسوع مسیح کے جی اٹھنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ انجیل مقدس کے مطابق مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے پر ہے۔



دنیا بھر کے مسیحی اس تہوار کو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ گرجا گھروں میں عبادات منعقد ہوتی ہیں جن میں رواداری، پیار و محبت اور ایثار و قربانی کا درس دیا جاتا ہے، وطن عزیز کی سلامتی اور بقاء کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

یہ دن مسیحیوں کے لیے بالکل اسی طرح اہم ہے جس طرح مسلمانوں کے لیے عید یا ہندوؤں کے لیے ہولی یا دیوالی، ہنزا مسیحی اس دن کی آمد سے پہلے ہی بھر پور تیاریوں میں مصروف

ہو جاتے ہیں۔ نئے کپڑے سلواتے ہیں، گھروں کو خوبصورتی سے سجا یا جاتا ہے۔ ایسٹروالے دن گھروں میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ مختلف اقسام کے کھانے پکائے جاتے ہیں جن میں میٹھی ڈشوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور پھر تمام گھروں کا کھانا اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ ایسٹر کے موقع پر تمام مسیحی آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک مذہبی اور ثقافتی تہوار بھائی چارے، یک جہتی اور پیار کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ مسلمان بھی اس موقع پر اپنے مسیحی بھائیوں کو مبارکبار دیتے ہیں اور ان کی خوشیوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح مذہبی رواداری اور بھائی چارہ بڑھتا ہے۔ جو ملکی یک جہتی اور اتحاد کا باعث بنتا ہے۔

مش

- 1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

 - مسلمان عید الاضحی کیسے مناتے ہیں؟
 - میسیحی ایسٹر کی تقریبات کب مناتے ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

 - عید الاضحی کا اصل مقصد کس بات کا اظہار کرنا ہے؟
 - عید الاضحی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
 - ایسٹر کی تاریخ معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟
 - میسیحی ایسٹر کیوں مانتے ہیں؟
 - میسیحی ایسٹر کیسے مناتے ہیں؟

-2 درست جواب کے گرد دائرة لگائیں۔

 - مسلمان قربانی کے گوشت کو برابر حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

(ا) دو	(ب) تین	(ج) چار	(د) پانچ
--------	---------	---------	----------

 - عید الاضحی منائی جاتی ہے:

(ا) 8 ذوالحجہ کو	(ب) 9 ذوالحجہ کو	(ج) 10 ذوالحجہ کو	(د) 11 ذوالحجہ کو
------------------	------------------	-------------------	-------------------

(iii) ایسٹر کی تقریبات مناتے ہیں:

- (ا) مسلمان (ب) مسیحی (ج) ہندو (د) پارسی
- (v) ایسٹر پر گرجا گھروں میں وطن عزیز کی سلامتی اور کی دعا میں مانگی جاتیں ہیں۔

- (ا) فناء (ب) بقاء (ج) شفاء (د) غناء

(v) عید الاضحی سنت ہے:

- (ا) حضرت محمد ﷺ (ب) یسوع مسیح (ج) حضرت ابراہیم (د) حضرت داؤد

سرگرمیاں

(i) عید الاضحی کے تھوار پر جو درس ملتا ہے اس کا تقریبی مقابلہ کروائیں تاکہ بچوں کے اندر اس تھوار کی اصل روح کو سمجھنے کا موقع ملے۔ طلبہ مختلف مذاہب کے تھواروں کا چارٹ بنائیں۔

(ii) ایسٹر کا دن جس طرح گزارتے ہیں اس کی کردار نگاری کے انداز میں تمام سرگرمیاں کریں۔ اور ایک گروپ بطور اخباری رپورٹر ان کی خبروں کو تحریری شکل میں لائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

(i) اساتذہ طلباء و طالبات مختلف مذاہب کے تھواروں کی اہمیت اور ان کا احترام کرنے کا درس دیں۔

☆ ہولی



ہندو مذہب کے مذہبی تہوار کم و بیش ساٹھ ہیں جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں منائے جاتے ہیں۔ پھر میلے الگ ہیں جن کی تعداد بھی بیس کے لگ بھگ ہے۔ اہم اور بڑے تہواروں اور میلوں میں دیوالی، دسہرا، ہولی، مہا شیوراتری، بست وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ہم یہاں صرف ہولی کے بارے میں پڑھیں گے۔

پاکستان میں ہندو برا دری کی اکثریت سندھ میں رہتی ہے جو اپنے تمام تہوار و حشوم و حام سے مناتی ہے۔ ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی میں ہندو برا دری کے لیے تہوار ایک جگہ جمع ہونے کا بھی سبب بنتے ہیں۔ ہولی کے تہوار پر رنگ خوشیوں میں اور بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ہولی کے تہوار میں سب کو رنگوں میں زنگا جاتا ہے۔ کوئی دوست کسی وقت بھی ہاتھوں میں رنگ لئے پہنچ سکتا ہے۔ ایسے تہوار بزرگوں سے دعائیں لینے کا بھی موقع فراہم کرتے ہیں۔

بست بہار کا وہ موسم ہے جس کے آتے ہی ہندوؤں کے جسم میں جان آ جاتی ہے۔ اسی موقع پر ہولی منائی جاتی ہے۔ یہ تہوار بر صیغہ پاک و ہند میں بڑے جذبے اور شوق سے منایا جاتا ہے۔ رات کو ہولی کی آگ جلاتی جاتی ہے، جسے ہوا کا کہتے ہیں اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ جس طرح بھگوان دسل نے اپنے پیارے بھگت پرلا دکی آگ سے حفاظت کی تھی، اسی طرح ہندو اور بھی خوشی کے ساتھ ہولی کی آگ جلاتے ہیں۔

اس موقع پر چدھر دیکھیے ادھر رنگ، جسم پر رنگ، منہ پر رنگ، آنکھوں میں رنگ، ہوا میں رنگ، آسمانوں پر رنگ غرضیکہ ہر طرف رنگ ہی رنگ ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا رنگیں ہو گئی ہے۔ کہیں ڈھول تاشے تو کہیں مردگنگ نج رہے ہیں۔



کہیں کوئی لوگ گیت اور دوسرا راگ الاپ رہا ہے، کسی کی زبان پر جو گیوں والے گیت ہیں اور کوئی کبیر داس کی کبیر گاگا کر لوگوں کو خوش کر رہا ہے۔ کوئی زنگا جا رہا ہے، کوئی ناج رہا ہے، کوئی دوسروں کو نچا رہا ہے، کوئی خود بھیگ رہا ہے اور دوسروں کو بھگور رہا ہے۔ آج کے دن یہاں کے لوگ صح سویرے مٹی پانی اور گوبکھول کر ایک دوسرا پر چھوڑتے

ہیں اس کو دھدہی کا ندو کہتے ہیں اس تہوار کے مذہبی دیوالائی پس منظر پر اس طرح روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔

ہوئی کا تعلق کل گیکے ہے، جسے کل جگ بھی کہا جاتا ہے۔ بات بہت پرانی ہے ایک راجہ ہرنا کشیب کسی زمانے میں کشمیر سے ملتان نک راج کرتا تھا۔ موجودہ خطہ کشمیر اسی کے نام پر پہلے کشیب میر کہلا یا پھر کثرت استعمال سے کشمیر ہو گیا۔ کہتے ہیں جوانی میں یہ راجہ بڑا عبادت گزار تھا اور اس کی یہ دعا قبول ہو چکی تھی کہ اسے ایسے وقت موت آئے جب نہ دن ہونہ رات ہو، نہ زین پر مرے نہ فضائیں۔ اس لیے اسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ مر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ جب اس کو اپنے امر ہونے کا یقین ہو گیا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اپنی رعایا کو مجبور کر دیا کہ وہ اس کو اپنارب مانے، اسی کو سجدہ کرے، اسی راجہ ہرنا کشیب کا جسمے ہرنا کش (سنہری آنکھوں والا) بھی کہا جاتا ہے کو بھگوان نے ایک بیٹا دیا جس کا نام پرلا دتھا، اس وقت کے دستور کے مطابق جب اس کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو اس کو ایک اچاریہ کے گورو گل میں بھیجا گیا۔ گورو گل کو اس زمانے کی ایسی درسگاہ سمجھ لیجئے جس میں ہر ورن کے آدمی کو اس کے درن کے مطابق اور راج کماروں کو شاہی آداب اور رسوم کے مطابق تعلیم دی جاتی اور تربیت کی جاتی تھی۔ جب یہڑا کا جس کا نام پرلا دتھا گورو گل گیا تو وہاں اسے پرانوں، اپنeshدوں اور ویدوں کی تعلیم دی گئی۔ اسے سمجھایا گیا کہ دنیا کو بنانے والا کون ہے اور انسان اور بھگوان کا کیا تعلق ہے۔ راج کماروں کے فرائض کیا ہیں اور جب وہ راج گدی سننجا لے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ بارہ برس تک گورو گل میں تعلیم و تربیت پانے کے بعد جب پرلا د گورو گل سے فارغ التحصیل ہو کرو اپس لوٹا تو اپنے باپ کے راج کی سرحد میں اس وقت داخل ہوا جب سندھیا کا وقت تھا۔ مندروں میں روشنی ہو رہی تھی، سکنھ اور گھڑیاں نج رہے تھے اور لوگ ہرنا کش کی مورتی کو سجدہ کر رہے تھے۔ مذہبی تعلیم پانے کی وجہ سے اس نے شام کی پوجا کیلئے ایک مندر کا رخ کیا۔ جب وہاں اسے معلوم ہوا کہ اس کے باپ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور مندروں میں اپنی مورتی رکھوائی ہے اور لوگوں سے سجدہ کرواتا ہے تو اس نے مندر میں موجود لوگوں سے کہا کہ میر بابا تو ایک فانی انسان ہے، پوجا کے قابل تودہ بھگوان ہے جو اس سنسار کا مالک ہے اس لیے میرے باپ کی مورتی کو سجدہ نہ کرو۔ راج کمار پرلا د کی یہ بات راجہ ہرنا کش تک بھی پہنچ گئی کہ پرلا د اسے خدا نہیں مانتا۔ چنانچہ جب بیٹا باپ کے سامنے گیا تو ہرنا کش نے کہا کہ مجھے سجدہ کرو۔ پرلا د نے کہا کہ آدمی کو آدمی کی نہیں بھگوان کی پوجا کرنی چاہیے۔ جب پرلا د اپنی بات پر قائم رہا تو ہرنا کش نے اسے کئی آزمائشوں میں ڈالا۔ اسے دریا میں پھینکا گیا۔ پھر اسے گرایا گیا لیکن وہ ہر بار محفوظ اور سلامت رہا، آخر ہرنا کش اپنے دربار یوں سمیت ہلاک ہو گیا اور پرلا د زندہ رہا۔

ہوئی کا تھوار پرلا د کی یاد میں منایا جاتا ہے کہ سچ نے فتح پائی اور جھوٹ کو شکست ہوئی۔ اس دن چتاں میں بنا کر اور ان میں ہوئی کا پتلا جلا کر گویا یہ عہد کیا جاتا ہے کہ ہمیشہ رہے نام پر میشور کا۔ پھر صرف چتاں میں روشن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ بھگوان کے بندوں کی سرخوئی کی خوشی میں انتہائی خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور سچ کے خون کی سرخی کو اڑا کر خراج

عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہوی کا تھوار بن جاتا ہے دن بھر لوگ مسرت کے گیت گاتے اور ایک دوسرے پر نگ پھینکتے رہتے ہیں اور ٹولیوں میں جمع ہو کر ناچتے گاتے پھرتے ہیں اور اس سرخی کی رعایت سے ان علاقوں میں جہاں ڈھاک کے جنگل ہوتے ہیں ٹیسو کے سرخ پھول پانی میں ڈال کر اس آگ کے پاس بیٹھ کر نہاتے ہیں جو گلہ ہوئی جلانے کے لیے روشن کی جاتی ہے۔

روایتی مسروتوں کے ساتھ ساتھ ہوئی کے تھوار میں کچھ موسی خوبیاں بھی ہیں۔ سردی کے آخری دن ہوتے ہیں اور آگ کو ذرا پُر تکف تقریب سے رخصت کیا جاتا ہے۔ ٹیسو کے پھولوں والے پانی سے نہانے والے، آنے والے موسم کی بیماری سے اکثر و بیشتر محفوظ رہتے ہیں اس طرح ہوئی ایک ایسا تھوار بن جاتا ہے جس میں سچائی کی طرف داری، جھوٹ سے بیزاری اور صحت و سلامتی کی دعا بھی کچھ شامل ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) ہوئی کے تھوار کے بارے میں مفصل لکھیے۔

(ii) ہوئی کی تاریخی حیثیت کیا ہے تفصیل لکھیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ہوئی کی آگ کیوں جلانی جاتی ہے؟

(ii) ہوئی کا پیغام کیا ہے؟

(iii) کشمیر کا پرانا نام کیا ہے؟

(iv) ہرناش کے کیا معنی ہیں؟

(v) ہوئی کے دن لوگ صبح سویرے کیا کرتے ہیں؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(ا) راجہ ہرنا کشیب راج کرتا تھا کشمیر سے

(ب) ملتان تک

(ج) دلی تک

(د) گلکتہ تک

(ii) ہوئی کا تھوا رمنا یا جاتا ہے:

- (i) پاک و ہند میں (ب) چین میں (ج) روم میں (د) ایران میں

(iii) پاکستان میں ہندو برادری کی اکثریت رہتی ہے :

(i) سندھ میں (ب) پنجاب میں (ج) خیبر پختونخواہ میں (د) بلوچستان میں

(iv) پوجا کے قابل تواریخ ہنگوان ہے جو مالک ہے :

(i) سنسار کا (ب) مندر کا (ج) گورودوارہ کا (د) انسان کا

(v) بست کا وہ موسم ہے جس کے آتے ہی ہندوؤں کے جسم میں جان آجائی ہے :

(i) بہار (ب) خزان (ج) سردی (د) گرمی

-4

- (i) ہوں پر کہیں ڈھول تا شے تو کہیں نج رہے ہیں۔

(ii) ہوںی کا تعلق سے ہے۔

(iii) ہوںی کے تھواں پر ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا ہو گئی ہے۔

(iv) راجہ ہرنا کشیب کو وہم ہو گیا تھا کہ وہ نہیں سکتا۔

(v) جوانی میں راجہ بڑا تھا۔

سُرگرمی

- (i) مختلف کتب اور رسائل سے ہندو مذہب کے ہولی کے مناظر والی تصاویر اکٹھی کریں اور کمرہ جماعت میں ان کی نمائش کریں۔

اساتذہ کے لئے مداریات

- (i) طلباء وطالبات کو ہولی کے تاریخی پس منظر سے آگاہ کر کے ہولی کا اصل پیغام بچوں کو دیں۔
 اساتذہ طلبے کو مختلف مذاہب کے تہواروں کے پس منظر اور فوائد بتائیں۔

(ii)

☆ نوروز (Nauroz)



”نوروز“، زرتشت مذهب میں بہت اہمیت کا حامل تھوار ہے۔ اس کی جڑیں اس مذهب میں بہت گہری ہیں۔ دنیا کی تمام قوموں اور مذاہب نے ان کے ماننے والوں کو مختلف تھواروں سے متعارف کروایا ہے جنہیں وہ بہت زیادہ جوش و خروش سے مناتی ہیں۔ اسی طرح کے تھواروں میں ایک تھوار ”نوروز“، بھی ہے ”نوروز“ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نیادن کے ہیں۔ نوروز ایرانی تھوار ہے جسے ہر سال 20 مارچ کو انہنائی جوش و جذبے سے منایا جاتا ہے یہ تھوار موسم بہار کو خوش آمدید کہنے کے لیے منایا جاتا ہے اور اسے سال کا پہلا دن تصور کیا جاتا ہے۔

”نوروز“ کی تیاریاں اس کی آمد سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس تھوار کی نسبت سے لوگ اپنے گھروں، محلوں اور علاقوں کو صاف سترہا کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں خزاں کے بعد بہار آتی ہے جو نیا جذبہ، ولولہ اور جوش پیدا کرتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں نئی امنگیں، امیدیں اور بہاریں جاگ جاتی ہیں ہر طرف ریل پیل اور سبزہ دلوں کو مودہ لیتا ہے جس کا انسانی مزاج پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اس کا اظہار ”نوروز“ کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ اس تھوار کی تیاری کیلئے لوگ نئے نئے کپڑے خریدتے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کو مشہور پھول جن میں ”ہائے سنتھ“، اور ”گل لالہ“ ہیں، کا تبادلہ کرتے ہیں۔ ”نوروز“ کے پہلے دن خاندان کے لوگ میز کے ارد گرد اکٹھے ہوتے ہیں جس کے اوپر ”ہفت سین“ ہوتا ہے۔ بہار کی آمد کے درست لمحے کا انتظار ہوتا ہے اس موقع پر لوگ ایک دوسرے کو تخفیجی پیش کرتے ہیں۔



”ہفت سین“، ”نوروز“ کا ایک بڑا راویتی دسترخوان ہے۔ اس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دسترخوان زندگی، صحت، دولت کی فراوانی، محبت اور صبر و خالصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں سات مخصوص اشیاء شامل ہوتی ہیں جو صرف ”س“، یعنی ”S“ کے حرف سے شروع ہوتی ہیں۔

اشیا	معنی	تصور اعتمیدہ
(1) سبزی	گندم، جو، مسور	روحانی پختگی کے لیے
(2) ساماںو	ایک میٹھی ڈش	دولت مندی کی علامت
(3) سیب	پھل	صحت اور خوبصورتی کی علامت
(4) سنجید	جنگلی زیتون، خشک پھل	محنت کو ظاہر کرتا ہے
(5) سیر	لہس	صحت کی نمائندگی کرتا ہے
(6) سماق	ایک درخت کا نام	اچھائی کی برائی پر فتح کو ظاہر کرتا ہے
(7) سرکہ	سرکہ	بڑھاپے اور صبر کی نمائندگی کرتا ہے

”ہفت سین“ بہت سے ارتقائی ادوار سے گزرتا چلا آ رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی علامت برقرار ہے اور ہر خاندان اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ دسترخوان کو انتہائی خوبصورت انداز میں سجائے جتنا وہ سمجھ سکتے ہیں کیونکہ یہ دسترخوان ان کے لئے روحانی اہمیت کا حامل ہے۔ ساتھ ساتھ یہ دسترخوان ان کے اچھے ذوق کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ ”نوروز“ کی چھٹیوں کے دوران لوگ اپنے خاندان کے بزرگوں، دوستوں اور پڑوسیوں کو ملنے جاتے ہیں۔ تمام لوگ نئے نئے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں چھوٹے بڑوں کو ملنے میں پہل کرتے ہیں اور بعد میں بزرگ چھٹیوں کو ملنے بھی چلے آتے ہیں۔



تیر ہویں دن خاندان کے افراد گھر سے نکل کر پینک کے لئے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا ”نوروز“ کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ ایک شخص جو کچھ ”نوروز“ پر کرے گا اس کا اثر پورا سال جاری رہے گا۔ مثلاً اگر

کوئی شخص اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور ہمسایوں پر مہربان ہو گا تو اس کا سال اچھا متصور ہو گا لیکن اس کے برعکس اگر کوئی لڑائی جھگڑا کرے گا تو اختلافات بڑھیں گے تو پورا سال بُرا ہو گا۔ ان کے ہاں ایک روایت یہ بھی ہے کہ مرد حضرات اپنی پرانی عادات و رجحانات کے خاتمے کے لئے نئے سال کی رات تک اپنے چہروں کی شیونہ کرنے کا فیصلہ کریں۔ مجموعی طور پر جشن نوروز ایک ایسا تھوا رہے جو مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے لوگوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

شام کی ماگ سے افشاں کی لکیریں پھوٹیں
 جشن ”نوروز“ میں دھرتی کے درپچ جاگے
 آؤ! ہم لوگ بھی اک عزم سے، اک ہمت سے
 اپنے بیتے ہوئے حالات کو ٹھکرا کر چلیں
 اپنی فرسودہ روایات کو ٹھکرا کر چلیں
 جشن ”نوروز“ کو، گیتوں کی ضرورت ہو گی
 آؤ! ریت پہ وہ نقشِ قدم چھوڑ چلیں
 جن کی، آتی ہوئی نسلوں کو ضرورت ہو گی
 (مصطفیٰ زیدی)

مشق

- 1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔
- (i) ”نوروز“ کس قسم کا تہوار ہے اور پاکستان میں کس طرح منایا جاتا ہے؟
 - (ii) ”ہفت سین“ نوروز کا ایک بڑا روایتی دستخوان ہے کیسے؟
- 2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔
- (i) ”نوروز“ کے لفظی معنی کیا ہیں؟
 - (ii) ”نوروز“ کا تہوار کس کو خوش آمدید کہتا ہے؟
 - (iii) ”نوروز“ کی چھٹیوں میں لوگ کیا کرتے ہیں؟
 - (iv) ”نوروز“ کی دوروایات کون سی ہیں؟
 - (v) مصطفیٰ زیدی نے اپنے اشعار میں کیا پیغام دیا ہے؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ گائیں۔

(ا) ”نوروز“ پر لوگ پھولوں کا تبادلہ کرتے ہیں:

(ب) کنول اور گلاب

(ا) گل لالہ اور چنیلی

(د) گیندا اور گل لالہ

(ج) گل لالہ اور ہمارے سنتھ

(ii) سامان نو علامت ہے:

(ب) محنت کی

(ا) دولت مندی کی

(د) بڑھاپے کی

(ج) صحت کی

(iii) سبب علامت ہے:

(ب) دولت مندی کی

(ا) اچھائی کی برائی پر فتح کی

(د) صبر کی

(ج) صحت اور خوبصورتی کی

(iv) سو ماگ علامت ہے:

(ا) روحانی چنگی کی (ب) محنت کی (ج) خوبصورتی کی (د) اچھائی کی برائی پر فتح کی

سرگرمیاں

(i) ”نوروز“ بطور ایک تھوار پر ایک خوبصورت چارٹ بنائیں۔

(ii) ”ہفت سین“، ”S“ روایتی دسترخوان میں شامل ”سین“ سے مرادی جانے والی اشیاء کا چارٹ بنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

مختلف تھواروں کی اہمیت بتاتے ہوئے اصل مقصد کو واضح کریں اور معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے

ملانے کے آداب پر گفتگو کریں۔

باب 4

اخلاقی اقدار

☆ پابندی وقت دراصل تعمیر ملت ہے!



دیپک ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ آندر دیر سے سکول پہنچتا، گھر آنے میں بھی دیر کر دیتا، راستے میں ادھر ادھر فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع کر دیتا۔ زیادہ تر اپنا وقت کر کٹ کھینے اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں ضائع کر دیتا، سکول سے ملا ہوا کام بھی پورا نہ کر پاتا۔ دیپک کے والدین اس کے اس رویہ سے بہت پریشان تھے

یہاں تک کہ دیپک کے اساتذہ بھی اس کی لاپرواہی سے تنگ تھے۔ دیپک کے والدین نے اس کی کلاس کی ٹھیکر سے بات کی کہ وہ دیپک کی لاپرواہی سے بہت پریشان ہیں لہذا وہ اُسے سمجھائیں کہ وہ وقت کی قدر کرتے تاکہ پڑھ لکھ کر ایک اچھا انسان بن کر تعمیر ملت میں اپنا کردار ادا کرے۔ اس پر دیپک کی استانی نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتی ہوں اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں دیپک کو راست پر لے کر آؤں گی لیکن اس کے لیے آپ کو بھی میرے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔

دیپک کی استانی نے جماعت میں پوچھا بیٹا دیپک! آپ کو علم ہے کہ سالانہ امتحان میں کتنا وقت باقی ہے؟ دیپک نے کہا مس جی ابھی پورے چھ ماہ باقی ہیں اس پر ٹھیکرنے کہا آپ اپنا وقت ضائع نہ کرو اور مکمل توجہ سے پڑھائی کی طرف دھیان دوتا کہ آپ کی پابندی وقت ملک و ملت کی تعمیر میں کام آ سکے۔ دیپک نے جیرانی سے کہا بھلامیرے پابندی وقت سے تعمیر ملت کیسے ممکن ہے؟

دیپک کی استانی نے کہا کہ آج میں تمہیں ایک سچا اور تاریخی واقعہ سناتی ہوں جس کے بعد آپ خود ہی اندازہ لگالینا کہ پابندی وقت اور تعمیر ملت کا آپس میں کوئی تعلق ہے یا نہیں۔

نپولین بوناپارٹ ایک مشہور فاختھا۔ اس نے بہت سی جنگیں اڑیں اور جیتیں لیکن اسے ایک جنگ میں بُری طرح شکست ہوئی اور اس کے ملک پردشمن نے قبضہ کر لیا اور نپولین بوناپارٹ کو قید کر لیا۔ دوران قید ہی وہ مر گیا، غور کرنے والی بات یہ ہے بچو! کہ وہ شخص جو بہت سی جنگیں جیتا ہو، بھلا ایک جنگ کیسے ہار سکتا ہے؟ بچوں نے جواب دیا نہیں معلوم! بچوں کا تجسس بڑھ چکا تھا مس نے

جواب دیانپوین بوناپارٹ نے اپنی فوج کو مختلف ٹولیوں میں تقسیم کیا اور ہر ٹولی کے جرنیل کو مختلف اوقات پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ خود سب سے آگے والی ٹولی کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے بڑھا اس کے بعد جس ٹولی نے پیچھے سے اس کی مدد کرنا تھی۔ وہ صرف دو منٹ لیٹ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نپولین دشمن کے گھیرے میں آگیا۔ اس طرح وہ اور اس کی فوج جنگ ہار گئے۔

دیکھا بچو! صرف دو منٹ تاخیر ہونے سے نہ صرف بادشاہ گرفتار ہو گیا بلکہ ملک پر دشمن نے قبضہ کر لیا، بچو! تو کیا ہمیں اس بات سے سبق حاصل نہیں کر لینا چاہیے کہ وقت کی پابندی نہ کرنے سے ہمیں اور ہمارے ملک و قوم کو کتنا نقشان پہنچ سکتا ہے۔ بچوں نے کہا جی! مس جی! آپ نے تو ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ دیپک نے کہا مس جی! آج سے میں اپنی کلاس کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ میں پابندی وقت کر کے اپنے ملک و ملکت کا نام روشن کروں گا۔ اُس کے اس جملے کے بعد باقی بچوں نے بھی دیپک کی طرح پابندی وقت کی تیقین دہانی کر دی۔

بیٹا! اگر آپ وقت کی قدر کرتے ہوئے پڑھیں گے تو ملک ترقی کرے گا اور دنیا میں ہمارے ملک کا نام بھی ترقی یافتہ ممالک کی صفت میں شامل ہو جائے گا، لیکن اس کے بر عکس اگر آپ وقت کو بر باد کریں گے تو آپ فیل ہو جائیں گے، جس سے نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے گھر والوں اور ملک پاکستان کو بہت نقشان ہو گا۔ آپ کی کامیابی پابندی وقت میں ہے اور پابندی وقت دراصل تعمیر ملکت ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملکت کے مقدار کا ستارہ

(اقبال بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) ”پابندی وقت دراصل تعمیر ملکت ہے“ کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(ii) دیپک کی ٹیکھرے نے پابندی وقت کے لیے کیا واقعہ سنایا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) دیپک کس طرح وقت گزارتا تھا؟

(ii) دیپک کے والدین نے کیا کیا؟

(iii) استانی نے کس طرح دیپک کی اصلاح کی؟

(iv) سالانہ امتحان میں کتنا وقت باقی تھا؟

(v) نپولین بوناپارٹ کیسے جنگ ہارا؟

-3 درست جواب کے گرد اڑہ لگائیں۔

(i) مذکرنے والی ٹولی لیٹ تھی صرف:

(ا) دو منٹ (ب) چار منٹ (ج) پچھے منٹ (د) آٹھ منٹ

(ii) نپولین بوناپارٹ نے اپنی فوج کو تقسیم کیا:

(ا) حصوں میں (ب) گروپوں میں (ج) جماعتوں میں (د) ٹولیوں میں

(iii) نپولین ٹولی کے ساتھ تھا سب سے:

(ا) آگے والی (ب) پیچھے والی (ج) درمیان والی (د) آخری والی

(iv) نپولین تھا ایک مشہور:

(ا) مفتوح (ب) فتح (ج) سپاہی (د) جریل

-4 کالم (الف) کارابٹھ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (ج)	کالم (ب)	کالم (الف)
	در اصل تعمیر ملت ہے۔	دورانِ قید مر گیا
	تعمیر ملت میں کردار ادا کریں۔	استانی نے
	بچوں کی آنکھیں کھول دیں۔	دیپک
	راہِ راست پر آ گیا۔	پابندی وقت
	نپولین۔	اچھا انسان بن کر

سرگرمیاں

طلبا و طالبات وقت کی پابندی کرنے کی اہمیت کے حوالے سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ان کو ایک چارت پر لکھیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

اساتذہ طلا و طالبات کی ”پابندی وقت در اصل تعمیر ملت ہے“ کے حوالے سے مختلف امثال کے ذریعے

کردار سازی کریں۔

اخوت کی برکتیں

☆ اخوت میں قوت



جمع کا دن تھا، سکول میں ہر جمعہ کو پڑھائی کے لیے نصف دن مقرر ہوتا اور باقی وقت میں بزمِ ادب کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ بزمِ ادب کا پیریڈ تھا سب نے بچے باری باری حصہ لے رہے تھے۔ مس ماریہ بڑے انہاک سے بچوں کی ہم نصابی سرگرمیوں کو دیکھ رہیں تھیں اور نے اپنی اپنی پسند کی ادبی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے تھے، کوئی حمد پڑھتا، کوئی

نظم سناتا، کوئی لطیفہ اور کوئی شعر غرضیکہ تمام طلباء و طالبات بڑے اچھے ماحول میں بزمِ ادب میں شرکت کر رہے تھے۔ ہر کسی طالب علم کی آمد پر تالیوں سے اس کا استقبال کیا جاتا اور جب وہ اپنے عنوان کو مکمل کر کے جانے لگتا پھر تالیاں بجائی جاتیں۔ یہ منظر بڑا خوبصورت تھا۔ مس ماریہ بزمِ ادب کے اختتام پر بچوں سے خطاب کرنے لگیں تو بچوں نے کہا، مس صاحبہ آج آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں جو ساری زندگی ہمیں فائدہ دے، کچھ دیر کے لیے مس صاحبہ نے سوچا اور پھر بولیں، بچو! ویسے تو تمام اساتذہ آپ کو ایسی ہی باتیں بتاتے ہیں جو ساری زندگی کام آنے والی ہوتی ہیں خیر چلو آج میں آپ سے خطاب نہیں کروں گی



بلکہ باتوں باتوں میں ہی کچھ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بچو! مجھے ایک سوال کا جواب چاہیے کیا تمام لوگ ایک ہی طرح کی زندگی گزار رہے ہیں؟ جی نہیں، مس جی، تمام بچوں نے یک زبان کہا! ہاں تو کیسے ہیں سب لوگ؟ کچھ امیر ہیں کچھ غریب ہیں کسی کا گھر پکا ہے کسی کا گھر کچا ہے، بچوں نے جواب دیا۔ مس جی عاصم کی تو کوٹھی ہے اور ہاں ان کے گھر تو گاڑیاں بھی ہیں انہم نے کہا، اچھی بات ہے خدا سب کو دے، بچو! کبھی آپ نے غور کیا کہ آپ کے گھر کے دائیں اور بائیں جانب جو لوگ رہتے ہیں وہ کیسے ہیں؟ مس جی ان کی چھوٹیں وہ تو ہر روز شام کے وقت دوسرا گھر وہ سالن روئی لینے کے لیے جاتے

رہتے ہیں۔ وہ نہیں ٹھیک! سحر نے کہا، بیٹا! ہم سب انسان ہیں اور ملک پاکستان کے شہری ہیں، ہمیں خوشیاں بانٹنی چاہیے، اور دکھ درد کو سمیٹنا چاہیے، اگر آپ کے ہمسائے میں کوئی غریب، مفلس یا لاچار لوگ بستے ہیں تو ان کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھوکے کو کھانا کھلانیں اگر کوئی یہمارے تو اس کے لیے علاج معا الجے کا بندوبست کریں۔ ہمارے علاقے میں بہت سی فلاجی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں جو مفلس، مستحق اور نادار لوگوں کی مدد کرتی ہیں۔ شہلا کہنے لگی مس جی وہ پیسے کہاں سے لیتے ہیں؟ مس ماریہ نے کہا بیٹا شہر کے خیر حضرات مل کر اس طرح کے فلاجی ادارے چلا رہے ہیں۔ اکرم نے کہا مس صاحبہ آپ کی اس بات سے میرے دل میں بھی ایک خیال آیا ہے کیا ہماری جماعت کے بچھل کر اس طرح کام انجام دے سکتے ہیں؟ مس ماریہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا، کیوں نہیں بیٹا ضرور کر سکتے ہو۔ ویسے آپ اس کام کو کیسے کرو گے؟ مس جی ہم تمام بچے اپنی روزانہ ملنے والی جیب خرچ کی رقم سے کچھ بچا کر جمع کریں گے اور پھر ان پیسوں سے ہمارے سکول میں داخل ہونے والے وہ بچے جو نادار ہیں اور وہ اپنی ضروریات کی چیزیں خریدنے کی قوت نہیں رکھتے ان کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے گا جس میں ان کی پنسن، شارپنر، کاپیاں وغیرہ شامل ہوں گی۔ اکرم کے اس خوبصورت خیال کو سب بچوں نے بہت سراہا اور سب نے مل کر عزم کیا کہ آج کے بعد وہ اپنے غریب بہن بھائیوں کی بلا تفریق مدد کریں گے اور ملک پاکستان کو خوشحال اور پڑھا لکھا بنا لیں گے۔ مس ماریہ نے بچوں کے اس خیال کو بہت پسند کیا اور تالیاں بجا کر بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور کہا بیٹا! سدا اسلامت رہو۔ آپ اسی طرح انسانیت کے کام آؤ۔ دوسروں کی تکلیفوں کو محسوس کرتے ہوئے ان کے دکھوں کا مدا اکرو، اور خوشیاں بانٹو!

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) ”انوت میں قوت“ کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

(ii) مس ماریہ نے بچوں کو کیا پیغام دیا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) جمع کو پڑھائی کے لئے کتنا وقت مقرر ہوتا ہے؟

(ii) بچے بزمِ ادب میں کیا کر رہے تھے؟

(iii) بچوں نے مس ماریہ سے کیا کہا؟

(iv) فلاجی تنظیمیں کیا کرتی ہیں؟

(v) اکرم کے ذہن میں کیا خیال آیا؟

-3 درست جواب کو خالی جگہ میں لکھیے۔

(i) مس ماریہ بڑے سے بچوں کی ہم نصابی سرگرمیوں کو دیکھ رہی تھیں۔

(ا) دھیان (ب) غصہ (ج) شوق (د) انہاک

(ii) ہمیں خوشیاں بانٹنی چاہیے اور دکھدر دکھدر کو چاہیے۔

(ا) بڑھانا (ب) گھٹانا (ج) سمینا (د) باٹھنا

(iii) شہر کے تحریر حضرات مل کر ادارے چلا رہے ہیں۔

(ا) فلاحتی (ب) تعلیمی (ج) سیاسی (د) اقتصادی

(iv) مس ماریہ نے بچوں کے اس خیال کو کیا۔

(ا) ناپسند (ب) پسند (ج) مسترد (د) منظور

-4 کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (ج)	کالم (ب)	کالم (الف)
	اکرم کے	غیریب، مفلس اور لاچار لوگ
	پنسل، شارپنزر، کاپیاں	تحریر حضرات
	بزمِ ادب	حمد، نظم اور شعر
	فللاحی تنظیمیں	جب خرچ کی رقم سے بچا کر
	مد	دل میں خیال آیا

سرگرمیاں

ہم کس طرح معاشرے میں موجود ضرورت مندا فراد کے کام آسکتے ہیں؟ مختلف آراء کو کٹھا کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

اساتذہ "انسانیت کی خدمت میں عظمت" کے موضوع پر مختلف واقعات سنائے کر بچوں کی کردار سازی کریں۔

☆ آؤمل کر کھلیں



دادی اماں! دادی اماں! مریم چیختی ہوئی دادی اماں کے کمرے میں داخل ہوئی۔ دادی نے مریم کو تھا ما اور پیار سے پوچھا۔ بیٹی! کیا البرٹ (Albert) اور وکٹر (Victor) پھر سے لڑ رہے ہیں؟ مریم نے ہاتھتے ہوئے جواب دیا۔ جی دادی اماں وہ کھیل رہے تھے کہ وکٹر بھائی ہار گئے انہوں نے اپنی باربیں مانی اور غصے میں آکر البرٹ بھائی کی کھلونا گاڑی توڑ دی۔ البرٹ بھائی

نے بدله لینے کے لیے ان کی کھلونا گاڑی خراب کر دی اب دونوں ایک دوسرے سے ناراض ہیں آپ ان کی دوستی کر دیں نا! اچھا تو یہ بات ہے! ”دادی اماں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ چلو میں انہیں سمجھاتی ہوں!“ یہ کہہ کر انہوں نے مریم کا ہاتھ تھا اور اسے صحن میں لے گئیں جہاں دونوں بھائی الگ کونوں میں بیٹھے اپنی اپنی کھلونا گاڑیوں کو جوڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔

دادی اماں نے دونوں کو اپنے پاس بلا یا اور پیار سے سمجھاتے ہوئے بولیں۔ البرٹ، وکٹر! بیٹا آپ دونوں کو ہم نے کتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ بھائی آپس میں لڑتے نہیں ہیں۔ کھیل میں ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے پھر اتنی سی بات پر لڑنا اچھی بات ہوڑی ہے! پتہ ہے کہ کوئی آپ کو لڑتے ہوئے دیکھے گا تو کیا کہے گا؟ یہی کہ یہ دونوں تو گندے بچے ہیں، ہر وقت لڑتے رہتے ہیں، ان کے ساتھ دوسرے بچوں کو مت کھیلنے دو۔ پھر آپ کے دوست بھی آپ کے ساتھ نہیں کھلیں گے اور آپ دونوں اکیلے رہ جاؤ گے۔

بتاؤ! آپ لوگ چاہتے ہو کہ آپ کا کوئی دوست نہ ہو؟“ دونوں نے نفی میں سر ہلا یا تو دادی اماں نے کہا تو پھر جلدی سے دوستی کرو۔ دادی نے دونوں کو قریب کر کے ان کے ہاتھ ملوائے۔ یہ کہہ کر دادی واپس اپنے کمرے میں چلیں۔ اب صحن میں صرف مریم، البرٹ، اور وکٹر باقی تھے۔ مریم ان دونوں کو تھوڑی دیر تک دیکھتی رہی پھر تنگ آکر بولی! یہ اب آپ لوگ دوستی بھی کریں گے یا نہیں؟ یہ سن کر دونوں بھائی چونک گئے، اتنے میں وکٹر نے کہا، لاو البرٹ میں تمہاری کھلونا گاڑی ٹھیک کر دوں۔ یہ سن کر البرٹ مسکرانے لگا۔ اس نے اپنی کھلونا گاڑی وکٹر کو دے دی اور وکٹر کی گاڑی

لے کر خود ٹھیک کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں دونوں کی کھلونا گاڑیاں ٹھیک ہو چکی تھیں اور دونوں خوشی خوشی مل کر کھیل رہے تھے۔ اتنے میں دادی اماں صحن میں آئیں وہ انہیں ایک دفعہ پھر ساتھ دیکھ کر بہت خوش تھیں۔ دادی نے کہا۔ تواب! اتنے میں وکٹر نے جلدی سے جواب دیا۔ دادی اب ہمیں سمجھ میں آگیا ہے کہ لڑنا بہت بری بات ہے اور ہمیں اپنی چیزوں اور ہار جیت پر لڑنے کی بجائے مل کر کھینا چاہئے اور اپنی ہار جیت کو قبول کر لینا چاہئے۔ اس سے دوسرے بھی خوش ہوتے ہیں خدا بھی خوش ہوتا ہے اور ہمیں بھی خوشی ملتی ہے۔ دادی اماں، وکٹر کی بات سن کر بہت خوش ہوئیں اور پیار سے دونوں کو گلے لگالیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

(ii) ”آؤمل کر کھیلیں“، میں مریم، البرٹ اور وکٹر کے کرداروں کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) البرٹ اور وکٹر کیوں لڑ رہے؟

(ii) البرٹ اور وکٹر کی گاڑیاں کس نے ٹھیک کیں؟

(iii) ہمیں اس کہانی سے کیا سبق ملتا ہے؟

(iv) مریم نے اپنی دادی اماں کو کیا بتایا؟

(v) دادی اماں کے سمجھانے کے بعد وکٹر نے کیا کیا؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) کہانی آؤمل کر کھیلیں میں وکٹر کی کردار سازی میں بڑا حصہ تھا:

(ا) والدکا	(ب) والدہ کا	(ج) مریم کا
------------	--------------	-------------

(ii) ہمیں اپنی چیزوں اور ہار جیت پر لڑنے کی بجائے کھینا چاہیے:

(ا) خوش ہو کر	(ب) مل بانٹ کر	(ج) لڑ جھگڑ کر
---------------	----------------	----------------

(iii) کہانی میں کرداروں کی کل تعداد ہے:

5 (د)

4 (ج)

3 (ب)

2 (ا)

(iv) کھلیتے ہوئے ہار گیا:

(د) کوئی نہیں

(ج) وکٹر

(ا) البرٹ

(v) دادی اماں نے سمجھایا:

(د) البرٹ اور وکٹر کو

(ج) وکٹر کو

(ب) مریم کو

(v)

4- خالی جگہ پر کریں۔

(i) گندے بچوں کا کوئی..... نہیں ہوتا۔

(ii) مریم نے..... کو بھائیوں کی لڑائی کا بتایا۔

(iii) البرٹ اور وکٹر نے ایک دوسرے کی..... توڑ دی۔

(iv) دادی اماں نے دونوں کی..... کرا دی۔

(v) مل کر کھلینے سے خدا بھی..... ہوتا ہے۔

سرگرمیاں

(i) اس طرح کی کوئی اور سبق آموز کہانی لکھیے۔

(ii) ”آؤ مل کر کھلیں“، کو کردار زگاری کے انداز میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

طلباً و طالبات کو مل جمل کر اور بانت کر کھلینے سے سماجی طور پر پڑنے والے اچھے اثرات سے آگاہ کریں۔

☆ میرے دوست

ڈیوڈ گل (David Gill) ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ وہ بچپن سے ہی بڑا ہونہا رکھتا۔ وقت پر سکول



آن، باقاعدگی سے ہوم و رک کرنا اور ہر ایک سے عزت سے پیش آنا ڈیوڈ گل کی خوبیاں تھیں۔ اسی وجہ سے والدین کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی آنکھ کا بھی تارا تھا۔ ڈیوڈ گل اتنا سمجھدار تھا کہ سکول کے باہر بننے والی چیزیں کھانا درست نہ سمجھتا۔ وقفے میں بھوک مٹانے کے لیے باقاعدگی سے گھر سے کھانا لٹپن میں رکھ کر لاتا۔ ڈیوڈ گل کی امی ہر

روز اسے پراٹھا اور اچار دیتی۔ جسے وہ مزے مزے سے کلاس میں بیٹھ کر کھاتا اور سکول کے واٹر کولر سے پانی پی کر بکا شکر ادا کرتا۔ ایک دن اُس نے محسوس کیا کہ اُس کے ساتھ والی سید پر بیٹھنے والا پترس (Patras) کھانے کے وقفے میں کہیں غائب ہو جاتا ہے۔ آخر ڈیوڈ گل نے ایک دن اُس سے پوچھ ہی لیا کہ وقفے میں تم کہاں چلے جاتے ہو؟ پترس نے بڑی دل گرفتگی سے بتایا کہ کلاس کے زیادہ تر بچے جن کی جیب میں پیسے ہوتے ہیں، سکول سے باہر خوانچہ فروشوں سے کھاپی لیتے ہیں اور کچھ بچے جو گھر سے کھانا لاتے ہیں وہ کمرہ جماعت میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ مجھے نہ تو جیب خرچ ملتا ہے اور نہ ہی صبح ہمارے گھر میں اتنی روٹیاں پکتی ہیں کہ میری اماں مجھے ایک روٹی باندھ کر ساتھ دے دے بلکہ کئی دفعہ آٹا نہ ہونے کی وجہ سے صبح ہمارے گھر ناشستہ ہی نہیں بنتا۔ میرا بابا پ مجھے اکثر سکول جانے سے منع کرتا ہے اور اسٹیشن پر جا کر مزدوری کرنے کا کہتا ہے تاکہ میں اپنی بہنوں کے لیے کچھ پیسے لاوں جن سے وہ پہیت بھر کر روٹی کھائیں۔



ڈیوڈ گل کا یہ سب باتیں سن کر دل بھر آیا، وہ سوچنے لگ گیا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ناشستہ ہی نہ کر سکیں۔ بالآخر ایک دن اُس نے اپنی اُلجمص کا ذکر استاد محترم سے کیا اور کہا کہ اس مسئلے کا حل تلاش کر دیں۔ اُستاد نے بڑے پیار سے ڈیوڈ گل کو سمجھایا کہ اگر کھانا لانے والے بچے تھوڑا سا کھانا ساتھ زیادہ لے آئیں اور اس قسم کے بچوں کو ساتھ بٹھا کر کھانے میں شریک کر لیں تو انہیں اپنی بے بھی کا احساس بھی نہ ہوا اور کھانا لانے والے بچوں پر زیادہ بوجھ بھی نہ پڑے گا۔

کچھ دنوں کے بعد ڈیوڈ گل نے اپنی ذہانت سے اس منصوبے کو اور زیادہ منظم شکل دے دی۔ اُس نے استادِ محترم کے مشورے سے باقاعدہ Food Bank بنایا۔ ایک لڑکے، یوسف مسیح کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ تمام بچوں کے جیب خرچ میں سے تھوڑی تھوڑی رقم جو وہ خوشی اور سہولت سے دے سکیں، اکٹھی کرے اور اس رقم سے دوپہر کے وقتے میں کچھ کھانا بازار سے منگوا کر باقاعدہ سارے بچے مل کر اور دستِ خوان بچا کر اکٹھے کھانا کھائیں اس طرح کھانے میں برکت بھی ہوگی اور کوئی بھوکا بھی نہ رہے گا۔ تمام بچوں میں پیارِ محبت اور اتفاق و اتحاد کی فضائی پروان چڑھے گی اور کسی بچے کی عزتِ نفس بھی مجرور نہیں ہوگی۔ استادِ محترم ہر ماہ اخراجات کا باقاعدہ حساب چیک کرتے۔ تمام بچے بڑے شوق اور لگن سے اس کام میں حصہ لیتے اور آہستہ آہستہ انہوں نے صاف سترے بتن بھی خرید لیے۔ اس طرح ان کا چھوٹا سا Food Bank بڑا ہی منظم اور مضبوط ہو گیا اور اس سے بچوں کو کرشل بینک کے طریق کارکوئی سمجھنے میں بھی مدد ملی اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ بھی بیدار ہوا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اس کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

(ii) ڈیوڈ گل نے کیسے اپنے دوست کی مدد کی؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ڈیوڈ گل گھر سے کھانے کے لیے کیا لاتا تھا؟

(ii) استاد نے ڈیوڈ گل کو کیا مشورہ دیا؟

(iii) پھر س کھانا کیوں نہیں لاتا تھا؟

(iv) اس سبق سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(v) فود بانک سے کیا مراد ہے؟

-3 درست جواب کے گرد اسرہ لگائیں۔

(i) ڈیوڈ گل بچپن سے تھا:

(ا) لا ت

(ب) ہونہار

(ج) محنتی

(د) سمجھدار

(ii) پھر س کی باتیں سن کر دل بھرا آیا:

- (ا) ڈیوڈ گل کا (ب) حمید کا (ج) استادِ محترم کا (د) یوسف مسح کا

(iii) بnk کا انچارج بننا:

- (ا) استادِ محترم (ب) یوسف مسح (ج) ڈیوڈ گل (د) اشرف

(iv) استادِ محترم بnk کا حساب چیک کرتے:

- (ا) ماہانہ (ب) روزانہ (ج) سالانہ (د) کبھی کبھی

Food Bank(v) کے لیے کھانا منگوایا جاتا

- (ا) گھر سے (ب) کینٹین سے (ج) بازار سے (د) ان میں کوئی نہیں

-4 درست بیان کے آگے ”ص“، اور غلط بیان کے آگے ”غ“، لکھیے۔

- (i) ڈیوڈ گل جماعت ہفتمن کا طالب علم تھا۔

- (ii) پھر س روزانہ گھر سے ٹھن لاتا تھا۔

- (iii) Food Bank سے غریب بچوں کو کتابیں دی جاتی تھیں۔

- (iv) پھر س کا باپ اُسے مزدوری کے لیے مجبور کرتا۔

- (v) بازار کی غیر معیاری چیزیں کھانا صحت کے لیے مضر ہے۔

سرگرمیاں

(i) طلباء و طالبات اسی طریقے سے Book Bank بنائیں تاکہ مسختوں طلبہ کو کتابیں فراہم کی جاسکیں۔

(ii) جماعت کے چار گروپ بنائے جائیں اور ہر گروپ سکول کے ایک مسئلے کی نشاندہی کرے اور اس کے حل کے لیے منصوبہ بنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

استادِ محترم طلباء و طالبات میں باہمی اتحاد اور مل جل کر کام کرنے کے فوائد اجاگر کریں۔

☆ ہم ایک ہیں

یہ ستمبر 1988ء کا واقعہ ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ تصدق اپنے ڈیرے کے برآمدے میں بیٹھا حصے کے کش لگا رہا تھا۔ پریشانی اور فکر اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ پچھلے دو دن سے بارش ہو رہی تھی اور تھمنے کا نامہ ہی نہیں لے رہی تھی۔ سختیوں میں ہر طرف پانی بھر چکا تھا۔ مویشیوں کو رات سے چارہ نہیں ملا تھا۔ صرف توڑی ڈالی ہوئی تھی جو خشک ہونے کی وجہ سے ان سے کھائی نہیں جا رہی تھی اور ان کی بھوک اور بے چینی دیکھ کر تصدق اور پریشان ہو جاتا۔ وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ سے التجاء کر رہا ہو کہ اب بس کر دو۔



اتنے میں اس کا بیٹھا عاطف بارش میں بھیگتا ہوا دوڑتا آتا ہے اور کہتا ہے کہ انڈیا نے پانی چھوڑ دیا ہے۔ چودھری صاحب نے سب کو دربار کے احاطے میں اکٹھا ہونے کے لیے کہا ہے کیونکہ بند ٹوٹنے والا ہے۔ وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا۔ تصدق کا گاؤں گوگیرہ دریائے راوی کے کنارے پر آباد ہے۔ یہ صدیوں پرانا گاؤں ہے۔ ہر سال برسات میں دریائے راوی کا پانی گاؤں میں داخل ہو جاتا تھا اور بہت نقصان ہوتا تھا۔ جس کے بچاؤ کے لیے حکومت نے چند سال پہلے ایک بند تعمیر کیا تاکہ دریائے راوی کا پانی گاؤں میں داخل نہ ہو۔ بند کی تعمیر سے لوگوں کے گھر اور فصلیں سیالاب سے محفوظ ہو گئیں تھیں۔ لیکن سالہ باسال کی ٹوٹ پھوٹ سے بند کمزور ہو چکا تھا اور اس میں جگہ جگہ گڑھے پڑھکے تھے۔ سندھ طاس معاهدے کے تحت دریائے راوی کے پانی پر انڈیا کا حق تسلیم کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دریائے راوی میں پانی بہت کم آتا تھا۔ لیکن جب کبھی انڈیا میں بارشیں زیادہ ہوتیں تو وہ بغیر اطلاع پانی چھوڑ دیتا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کو احتیاطی مداری اور سیالاب سے بچاؤ کے لیے وقت نہیں ملتا تھا۔

گاؤں کے لوگ پریشان تھے کہ انڈیا نے اچانک بغیر بتائے دریا میں پانی چھوڑ دیا، اوپر سے مسلسل بارش کی وجہ سے دریا میں پانی کی سطح تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ دریا کا پانی بند سے ٹکر ار رہا تھا اور صاف نظر آرہا تھا کہ اگر کچھ دیریکت یہ سلسہ برقرار رہا تو بند ٹوٹ جائے گا۔

تصدق اپنے بیٹھے عاطف کو لے کر فوراً گاؤں کی طرف چل پڑا۔ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی بہت سے لوگ دربار

میں جمع ہو چکے تھے۔ چوہدری صاحب نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا بھائیو! آج ہمارا گاؤں مصیبت میں ہے۔ سیلا بکا پانی بند سے ٹکرایا ہے اور بند کا وہ والا حصہ جو ہمارے گاؤں کے سامنے ہے، بہت کمزور ہو چکا ہے۔ اگر ہم نے کچھ نہ کیا تو دریا کا پانی بند کو توڑتے ہوئے گاؤں میں داخل ہو جائے گا۔ جس سے بہت زیادہ تباہی پھیلے گی۔ چوہدری صاحب کی بات سن کر شیر و کھار بولا، ہم کیا کر سکتے ہیں؟ چوہدری صاحب نے کہا کہ ہمیں اس مصیبت کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ مگر کیسے؟ اس دفعہ فیقاً لوہار بولا، ہمیں بند کو ٹوٹنے سے بچانا ہو گا۔ بند کو مضبوط کرنا ہو گا اور اس کی کڑی نگرانی کرنی ہو گی۔

ماستر بشارت بولا چوہدری صاحب چاروں طرف پانی ہے۔ ٹریکٹر یا بلڈوزر تو بند تک پہنچ نہیں سکتے پھر ہم چند لوگ بند کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ ہمیت مرداں مدد خدا، مولوی عبدالستار نے زوردار آواز میں کہا، اگر ہم سب مل کر کوشش کریں گے تو ناممکن کو ممکن بناسکتے ہیں۔

چوہدری صاحب، چوہدری صاحب، شرفو ہانپتا کانپتا دوڑتا ہوا آیا اور بولا چوہدری صاحب! بند میں سے پانی رنسا شروع ہو گیا ہے۔ یہ سن کر چوہدری صاحب نے بلند آواز میں کہا، بھائیو آج امتحان کا دن ہے ہمیں اپنا گاؤں بچانا ہے۔ تمام لوگ مرد، عورتیں، بچے سب کیاں، رنبے، رسمے، بوریاں لے کر بند پر پہنچ جاؤ۔

چوہدری صاحب کی بات کو سن کر تمام لوگ اپنے گھروں سے مطلوبہ چیزیں لے کر بند کی طرف دوڑ پڑے۔

مختار مسیح اپنے گھر میں بیٹھا تھا، اسے جب پتہ لگا تو وہ بھی تمام مسیحی بھائیوں کو لے کر بند پر پہنچ گیا۔ دیارام پنڈت اور کیکر سنگھ بھی اپنے اپنے خاندانوں کو لے کر بند پر پہنچ گئے۔ تمام لوگ دا بڑوں اور بوریوں میں مٹی بھر بھر کر بند کے متاثرہ حصے پر ڈالنے لگے۔ شروع شروع میں مٹی فوراً ہی پانی کے ساتھ بہ جاتی۔

چوہدری صاحب نے نوجوانوں کو جوش دلاتے ہوئے کہا۔ بچو! یہی وقت ہے۔ یک بارگی زیادہ سے زیادہ مٹی بوریوں سمیت پانی میں ڈالوتا کہ پانی کا زور ٹوٹ جائے۔ پھر نوجوانوں نے سوڈیڑھ سوٹی سے بھری بوریاں اوپر تلے پانی میں ڈالیں جس سے یک دم پانی رک گیا۔ جس سے لوگوں کو حوصلہ ہوا۔ جوان مٹی دا بڑوں میں ڈالنے اور عورتیں دا بڑے اٹھا

اٹھا کر بند کے متاثرہ حصے میں ڈالتی جا رہیں تھیں۔ جبکہ بچے ان کو پانی پلا رہے تھے ہندو، مسلم، سکھ، مسیحی مذہبی تفریق سے بالاتر ہو کر کام کر رہے تھے۔ بوڑھے، جوان، مرد، خواتین، بچے سب انھکام کام کر رہے تھے۔ دوپہر ڈھلنے تک بند کا شگاف پُر ہو چکا تھا۔ گاؤں کے لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ ہر فرد خوش تھا کہ انکا گاؤں سیلا ب سے محفوظ ہو چکا ہے۔



آج گاؤں والوں نے ثابت کر دیا تھا کہ اگر ایک ہو کر کام کیا جائے تو نامکن کو بھی ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ چوہدری صاحب سب کو مبارکباد دے رہے تھے۔ انہوں نے خوشی سے اعلان کیا کہ آج دوپہر کی روٹی تمام گاؤں والوں کو وہ کھلائیں گے۔

اگر ہم سب اسی طرح مل کر منت کریں تو وہ دن دو نیں جب ہمارا ملک دنیا کا سب سے مضبوط ملک ہو گا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) بند کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا گیا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) تصدق کیوں پریشان تھا؟

(ii) گوگیرہ کون سے دریا کے کنارے آباد ہے؟

(iii) شرفونے آکر کیا بتایا؟

(iv) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(v) چوہدری صاحب نے گاؤں کے لوگوں کو کیوں اکٹھا کیا؟

-3 درست جواب کے گرد اگر ہے لگائیے۔

(i) تصدق کے بیٹے کا نام تھا:

(ا) عاشق (ب) عاطف (ج) عمر (د) احمد

- (ii) بارش کی وجہ سے مویشیوں کو کھلارہ ہے تھے:
- (ا) چارہ (ب) وڈا (ج) چوکر (د) توڑی
- (iii) چوہدری صاحب نے تمام گاؤں والوں کو جمع کیا:
- (ا) میدان میں (ب) دربار میں (ج) چوپال میں (د) گھر میں
- (iv) بارش ہو رہی تھی:
- (ا) ایک دن سے (ب) دو دن سے (ج) تین دن سے (د) چار دن سے یہ واقعہ ہے:

(ا) 1988ء کا (ب) 1990ء کا (ج) 1992ء کا (د) 1994ء کا

-4 درست بیان کے آگے ”ص“، اور غلط بیان کے آگے ”غ“، لکھیے۔

- (i) بارش سے تصدق بہت خوش تھا۔
- (ii) شام تک بند مرمت کر لیا گیا۔
- (iii) مولوی عبدالستار نے لوگوں کا حوصلہ بڑھایا۔
- (iv) چوہدری صاحب نے سب کو کھانے کی دعوت دی۔
- (v) ہندو برادری نے اس موقع پر ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔

سرگرمیاں

- (i) طلباء و طالبات ایسے ہی کسی واقعہ کی روادکھیں جس میں انہوں نے مل جل کر مسئلے پر قابو پایا، مثلاً حادثہ، آگ لگنا، ڈوبتے کو بچانا وغیرہ
- (ii) طلباء و طالبات اپنے محلے میں ایک نجمن بنائیں جو ایسے حالات میں لوگوں کی مدد کرے۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

طلباء و طالبات کے اندر اتحاد اور یک جہتی کے فوائد کو اجاگر کریں۔

☆ خشحالی

تو بہے تو بہ، شانتی نے گھر میں داخل ہوتے ہی شور مچا دیا، آج مہینے کا پہلا اتوار تھا اور شانتی ہر ماہ پہلے اتوار کو علاقے میں لگنے والے اتوار بازار سے پورے مہینے کا سودا اکٹھا لے آتی تھی۔ رام گوپال (شانتی کا میان) نے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا کہ کیا بات ہے اتنا شور کیوں مچا رہی ہو۔ شانتی کہنے لگی آند کے ابا، کیا بتاؤں بازار جانے کا تو کوئی حال ہی نہیں ہے جو سودا پہلے پانچ سو کا آجا تھا اب وہ دو ہزار میں بھی نہیں آ رہا، قیمتیں آسمان سے بتیں کر رہی ہیں۔ غریب کا تو جیا مشکل ہو گیا۔ آمدن وہی ہے اور مہنگائی ہے کہ بڑھتی جا رہی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو نوبت فاقوں تک آجائے گی۔

رام گوپال کہنے لگا کہ تم تو تم ٹھیک ہو۔ اتنی مہنگائی میں تو دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے نصیب ہو رہی ہے۔ آند جو دونوں کی بتیں سن رہا تھا بولا ابا جان یہ مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟ رام گوپال نے آند کو گود میں اٹھایا اور کہا بیٹا جب رسدا اور طلب میں توازن نہ رہے تو چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں مثلاً اگر ایک کلو چینی ہو اور لینے والے دس ہوں تو ہر ایک چینی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور یوں قیمت بڑھتی جائے گی۔ قیمت بڑھنے کی اور بھی وجہات ہوتی ہیں لیکن بنیادی وجہ یہی ہے کہ جب پیداوار کم ہو اور لینے والے زیادہ ہوں تو قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔

ارے آند کے ابا! یہی چینی بچپن میں، میں پانچ روپے کی سیر لے کر آتی تھی اب وہی 60 روپے کلو بک رہتی ہے۔ شانتی نے اپنے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا، یہی توبات ہے جب ہمارا ملک بنا تو مغربی پاکستان، جو اب پاکستان ہے، کی آبادی 4 کروڑ تھی یا اب بڑھ کر تقریباً 18 کروڑ ہو گئی ہے اور جس رفتار سے آبادی بڑھی ہے چیزوں کی پیداوار اس شرح سے نہیں بڑھی۔ رام گوپال نے وضاحت کی۔



آنند بولا، ابا جان ہمارے استاد محترم بتا رہے تھے کہ جاپان میں آبادی زیادہ ہے اور جگہ کم تو انہوں نے کچن گارڈنگ کا طریقہ نکالا اور انہوں نے اپنے گھروں کی چھوٹی چھوٹی جگہوں اور گملوں میں سبزیاں کاشت کرنا شروع کر دیں۔ جس سے ان کے گھر کی ضرورت کی سبزیاں گھر میں ہی تیار ہو جاتی ہیں اس سے بچت بھی ہوتی ہے، تازہ اور صحیح مند سبزیاں بھی مل جاتی ہیں اور مہنگائی بھی نہیں بڑھتی۔

رام گوپال، آند کی بات سن کر بولا بالکل بیٹا اگر ہم بھی کوشش کریں تو یہ ممکن ہے۔ آند نے کہا ابا، ہم بھی اپنے گھر میں سبزیاں اگائیں گے ہمارا صحن بھی کچا ہے اور اس کا استعمال بھی نہیں ہوتا۔ رام گوپال نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن ایک شرط ہے کہ پڑھائی سے فارغ وقت میں تم سبزیوں کی دیکھ بھال کرو گے۔ آند نے فوراً حامی بھر لی۔ اگلے دن رام گوپال بازار سے موسم کے مطابق سبزیوں کے نیچ اور ضروری چیزیں لے آیا۔ شانتی، آند اور رام گوپال نے مل کر صحن کو ہموار کیا اور اچھی طرح تیار کر کے چھوٹی چھوٹی کیاریاں بنانے کا رکھا۔ رام گوپال نے مختلف سبزیوں کے نیچ بودیے اور پانی دیا۔



آند اپنے چھوٹے سے کھیت کا بڑا خیال رکھتا، وقت پر پانی دیتا، رام گوپال نے اپنے دوست شنکر کے گھر سے گوبر کی کھاد لا کر ڈال دی۔ آند صبح شام کیاریوں کو شوق سے دیکھتا کہ کوئی پودا نکلا ہے کہ نہیں اور پھر ایک

صبح جب وہ اٹھ کر صحن میں گیا تو خوشی سے چلا اٹھا، ابا، ابا، رام گوپال دوڑ کر صحن میں آیا تو آند نے کیاریوں کی طرف اشارہ کیا، وہاں نہ نہیں چھوٹے چھوٹے پودے زمین سے سر زکال رہے تھے۔ رام گوپال بھی یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کا صحن مختلف قسم کی سبزیوں سے بھر گیا۔ لہسن،



پیاز، دھنیا، پودینہ، ہری مرچ، پاک، کدو۔ شانتی، رام گوپال اور آند انھیں دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور پھر وہ دن آیا جس کا ان سب کو شدت سے انتظار تھا۔ آج شانتی نے اپنے گھر کی سبزیوں سے ہندیا پکائی، سب نے مل کر کھانا کھایا۔ آند کہنے لگا آج تو کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ شانتی نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں اپنے گھر کی سبزیوں سے جو بناءے اور لاغت بھی

معمولی آئی ہے۔ شانتی بہت خوش تھی۔ اس کا روز کا خرچہ تقریباً آدھارہ گیا تھا۔ آند نے سکول جا کر اپنے استادِ محترم کو بتایا تو وہ بھی بڑے خوش ہوئے انہوں نے صبح اسمبلی میں آند کی اس کوشش کے متعلق سب بچوں کو بتایا اور انھیں زور دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے گھروں میں سبزیاں اگائیں۔ پنسپل صاحب نے اعلان کیا کہ ہم اپنے سکول کے ایک میدان کو کھیت میں تبدیل کر دیں گے جہاں بچے خود مل کر سبزیاں کاشت کریں گے اور پھر وہ سبزیاں غریب بچوں میں مفت تقسیم کی جائیں گی۔

تمام بچوں نے تالیاں بجا کر پرنسپل صاحب کے اعلان کا خیر مقدم کیا۔ پرنسپل صاحب کہنے لگے کہ اگر آندہ اور اس کے والدین کی طرح ہمارے ملک کے تمام افراد کو شکریہ تو کوئی شک نہیں کہ ہم مہنگائی کو ممکن کر سکتے ہیں اور ہمارا ملک بھی خوشحال ہو سکتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) مہنگائی کیوں ہوتی ہے؟

(ii) آندہ کے گھروں والوں نے کس طرح مہنگائی پر قابو پایا؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) شانتی کیوں پریشان ہے؟

(ii) کچن گارڈنگ کا کیا مطلب ہے؟

(iii) اس سبق کا مرکزی خیال لکھیے۔

(iv) سبزیاں کاشت کرنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے؟

(v) رام گوپال نے کون کون سی سبزیاں کاشت کیں؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) آندہ کے ابا کا نام تھا:

(a) رام گوپال (b) شیو گوپال (c) لکشمی گوپال (d) شری گوپال

(ii) کچن گارڈنگ کا روایج عام ہے:

(a) پاکستان میں (b) جاپان میں (c) بھارت میں (d) نیپال میں

(iii) رام گوپال نے گھر میں کاشت کیے:

(a) بینگن (b) کریلے (c) کھیرے (d) کدو

(iv) رام گوپال کے دوست کا نام تھا:

(a) آرجن (b) وجہ (c) شنکر (d) کشن

(v) مہنگائی کی بنیادی وجہ ہے:

- (ا) وسائل کی کمی (ب) زمین کی کمی (ج) آبادی کی کمی (د) دولت کی کمی
درست پیان کے آگے (ص) لکھیے اور غلط کے آگے (غ) لکھیے۔

-4

(i) آند کے ابا کا نام رام گوپال تھا۔

(ii) شانتی بازار سے گھر خوش خوش آئی۔

(iii) پرنسپل صاحب نے آند کو انعام دیا۔

(iv) کچن گارڈنگ نقصان دہ چیز ہے۔

(v) اپنی مدد آپ کے تحت ہم بہت سے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

سرگرمی

- (i) طلباء و طالبات اپنے محلے میں مختلف مسائل کو اپنی مدد آپ کے تحت حل کریں اور اس کی روپورٹ بناؤ کر اپنے استاد کو دیں مثلاً گندگی کا مسئلہ، ناجائز تجوازات کا مسئلہ، سڑریٹ لائٹ کا مسئلہ وغیرہ۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) محترم استاد صاحب بچوں کو ملک کے دیگر مسائل کے بارے میں بتائیں کہ کس طرح ہم مل جل کر ان مسائل پر قابو پاسکتے ہیں۔

- (ii) محترم استاد صاحب طلباء و طالبات کو سیرا اور کلوگرام کا فرق واضح کریں۔

ایمانداری

☆ ایمانداری کی اہمیت



اظہر صاحب صدِ معلم ہیں جو بہت اچھے انداز سے سکول چلا رہے ہیں۔ وہ روزانہ آسمبلی میں تشریف لاتے ہیں اور بچوں کو ایک نیا پیغام دیتے ہیں۔ آج انہوں نے طالب علموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، بیٹا! آپ سب نے سُنا ہو گا کہ ”ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے۔“ آج میں آپ کو ایمانداری کی اہمیت بتانا چاہتا ہوں۔ ایمانداری وہ عظیم اخلاقی قدر ہے جس کو اپنا کرہم با کردار اور با اعتبار بن سکتے ہیں۔ ہماری روزمرہ زندگی میں ایمانداری کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ کوئی بھی فرد خواہ وہ کسی بھی منصب یا ذمہ داری پر فائز ہو اس وقت تک کامیاب و کامران نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنا کام ایمانداری سے نہ کرے۔

طالب علم کی ہی بات لیجیے کہ اگر استاد بچے کو کوئی کام تفویض کرتے ہیں تو اسے چاہیے کہ وہ پوری ایمانداری سے کرے اور نقل نہ کرے۔ اگر ہم کسی دُکاندار سے کچھ خرید فروخت کرتے ہیں اور وہ غلطی سے ہمیں زیادہ رقم واپس کر دے تو ہمیں اس کی فال تو رقم واپس کر دینی چاہیے۔ اسی طرح اگر ہمارا ہمسایہ کہیں جاتا ہے اور اپنا گھر آپ کے سپرد کرتا ہے تو پوری ایمانداری سے اُس کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ایک استاد کو چاہیے کہ اپنا فرض پوری ایمانداری سے ادا کرے اور بچوں کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ ایک سیاستدان ایمانداری سے شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے ایک محافظ اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے انجام دے۔ غرضیکہ ہماری پوری زندگی میں ہر طرف ایمانداری کا بہت زیادہ کردار ہے۔ جب ہم اپنے فرائض منصوبی سے چشم پوشی کرتے ہیں تو معاشرہ غیر متوازن ہو جاتا ہے اور ہر طرف افراتغری پھیل جاتی ہے۔ تو پیارے بچو! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معاشرہ کو متوازن بنانے اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے ایمانداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اس طرح ہم دنیا میں باقی قوموں کی طرح ترقی یافتہ ممالک کی صفت میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

گھر میں ایمانداری

آن 14 اگست کا دن ہے رمیش کے گھر میں بہت چہل بہل ہے۔ سارے گھر کو سبز ہالی جھنڈیوں سے سجا�ا گیا

ہے۔ گھر کے تمام افراد نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سیتا اور روپ کمار دونوں صحن میں کھیل رہے ہیں اور جشن آزادی کی خوشی میں جھنڈے کو لہرا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ جیوے جیوے پاکستان کا ترانہ گارہے ہیں۔ مینا کماری نے روپ کمار کو آواز دی۔ بیٹا! آج یوم آزادی کی خوشی میں مٹھائی بانٹی ہے الہند اتم جاؤ اور کھن سویٹ ہاؤس سے مٹھائی لے کر آؤ۔

روپ کمار دوڑتا ہوا آیا اور ماں سے پیسے لے کر بازار مٹھائی لینے چلا گیا۔ مکھن سویٹ ہاؤس علاقے میں مٹھائیوں کے حوالے سے بہت مشہور تھی۔ لالہ مکھن نے آج خصوصی طور پر زیادہ مقدار میں مٹھائیاں تیار کیں تھیں اور دکان سے باہر سطاف لگا کر وہاں تھالوں میں مختلف مٹھائیاں سجا کر رکھی ہوئی تھیں۔ جب روپ کمار دکان پر پہنچا تو وہاں بہت رش تھا، لوگ یوم آزادی کے حوالے سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ گلیاں اور بازار بجے ہوئے تھے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد روپ کی باری آگئی۔ مکھن نے پوچھا بیٹا کیا لوگ۔ روپ کہنے لگا انکل دو۔ کلو مکس مٹھائی دے دیں لیکن گلاب جامن زیادہ ڈال دیجیے گا۔ لالہ مکھن ہنسنے ہوئے کہنے لگا، لگتا ہے تھیں گلاب جامن زیادہ پسند ہیں؟ روپ کمار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرانے لگا۔

روپ کمار کی نظر اپنے پاس ہی پڑے تھاں پر پڑی جس میں گلاب جامن رکھے ہوئے تھے۔ گلاب جامن دیکھ کر روپ کے منہ میں پانی آگیا اور اُس نے چپکے سے آنکھ بچا کر ایک گلاب جامن اٹھایا۔ لالہ مکھن نے مٹھائی ڈبے میں ڈال کر روپ کمار کو پکڑا تھا اور روپ کمار نے پیسے دیئے اور واپس آگیا۔ راستے میں وہ گلاب جامن کھانے لگا لیکن اُس سے خیال آیا کہ گھر جا کر سیتا کو دکھا کر کھاؤں گا۔ ایسا سوچ کر اُس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جلدی جلدی گھر آیا اور ماں کو مٹھائی کا ڈبہ پکڑا یا، مینا کماری نے ڈبہ پکڑا تو اُس کی نظر روپ کے ہاتھ پر پڑی اور اُس نے پوچھا، روپ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ روپ کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ جب مینا نے اصرار کیا تو اُس نے آہستہ سے مٹھی کھول دی۔ ماں نے جب بیٹی کے ہاتھ میں گلاب جامن دیکھا تو سمجھ گئی کہ روپ نے یہ مٹھائی کی دکان سے اٹھایا ہے۔ وہ روپ کمار کو ڈانتنے لگی کہ اُس نے یہ حرکت کیوں کی ہے۔ میش کار نے جب یہ منظر دیکھا تو اُس نے روپ کا پنے پاس بلا یا اور اُس سے سمجھاتے ہوئے کہا بیٹا بنا پوچھ کسی کی چیز نہیں لیتے کیونکہ یہ چوری ہے اور چوری بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن پاپا میں نے لالہ کی دکان سے دو کلو مٹھائی لی تھی اگر میں نے ایک گلاب جامن لے لیا تو کوئی بات ہے اور مجھے کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ روپ کمار نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

نہیں بیٹا یہ ٹھیک نہیں ہے ہم نے جتنے پیسے دیئے اُتنے کی مٹھائی لے لی تھی۔ اُس سے زیادہ اگر تم چیز لو گے تو وہ بے ایمانی ہو گی اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ بنا پوچھ کے کوئی چیز لینا چوری کے زمرے میں آتا ہے۔ بیٹا کوئی دیکھنے نہ دیکھے بھگوان تو دیکھ رہا ہے۔ اُس کی نظر سے کیسے بچو گے؟ جب آپ کوئی غلط کام کریں تو بھگوان آپ سے ناراض ہو جاتا ہے

اور اگر بھگوان نا راض ہو گیا تو نہ آپ کو اپنے دوست ملیں گے اور نہ ہی آپ اچھی تعلیم حاصل کر سکیں گے کیونکہ کامیابی کے لیے بھگوان کی خوشنودی بہت ضروری ہے۔

روپ لا جواب ہو گیا چونکہ اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ اُس نے شرمندگی سے پاپا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، سوری (sorry) پاپا، مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ میں ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ بہت اچھی بات ہے کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ اب جاؤ اور لالہ مکھن کو یہ گلاب جامن واپس کرو اور اس سے معدرت کرو۔ رمیش نے کہا، روپ کمار واپس دکان پر گیا تو لالہ مکھن نے اُسے پیچانتے ہوئے کہا، کیا ہوا بیٹا مٹھائی ٹھیک نہیں تھی۔ نہیں لالہ جی ایسی بات نہیں ہے اور پھر لالہ جی کو ساری بات بتائی اور اپنے رویے کی معافی مانگی۔ لالہ جی نے ساری بات سن کر اُسے فوراً معاف کر دیا اور پھر وہی گلاب جامن اُسے دے دیا۔ روپ کمار بہت خوش ہوا اور واپس گھر آ کر پاپا کو بتایا۔

رمیش کمار نے اُسے اور سیتا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا بیٹا آج 14 اگسٹ ہے۔ آج کے دن پاکستان آزاد ہوا تھا۔ یہ آزادی ہمیں بہت سی قربانیوں اور جدوجہد سے حاصل ہوئی تھی۔ بانی پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح نے اس کے لیے دن رات محنت کی لیکن انہوں نے اپنی ساری ندگی میں ایمانداری کو اپنا اصول بنایا۔ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا اور نہ ہی کبھی کسی کو دھوکہ دیا۔ اسی لیئے وہ ہم کو آزادی دلانے میں کامیاب ہوئے۔ اس لیئے آج کے دن ہم کو عہد کرنا چاہیے کہ ہم بھی قائدِ اعظم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر کام ایمانداری سے کریں گے۔ دونوں بچوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ ایمانداری کو جزوِ زندگی بنائیں گے۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اظہر صاحب نے ایمانداری کی اہمیت کے بارے میں کیا کہا؟

(ii) روپ کمار مٹھائی کس لیے لینے گیا؟

(iii) رمیش نے اپنے بیٹے کو ایمانداری کے بارے میں کیا بتایا؟

2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) سیتا اور روپ کیوں خوش تھے؟

- (ii) روپ بازار سے کیا لینے گیا؟
 (iii) روپ نے کوئی چیز چھپائی تھی؟
 (iv) قیام پاکستان کی جدوجہد میں قائد اعظم حکما کیا کردار تھا؟
 (v) کہانی ”ایم انڈاری کی اہمیت“ کے حوالے سے ہمارے فرائض کیا ہیں؟

3۔ درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

- (i) اظہر صاحب اسمبلی میں آتے تھے:
 (a) ہر ہفتہ (b) ہر روز (c) ہر ماہ (d) کبھی بھار
 (ii) اظہر صاحب کی تقریر کا موضوع تھا:
 (a) ایم انڈاری (b) فرض شناسی (c) وفاداری (d) تحمل مزاجی
 (iii) مٹھائی والے کا نام تھا:
 (a) لا لہ دکھن (b) لا لہ مکھن (c) لا لہ رام (d) لا لہ سکھن
 (v) روپ کمارنے دکان سے اٹھایا:
 (a) لڑو (b) میسو (c) رس گلا (d) گلاب جامن
 (v) روپ کمارنے مٹھائی لی:

(a) ایک کلو (b) دو کلو (c) تین کلو (d) چار کلو

سرگرمیاں

- (i) طلباء و طالبات ایم انڈاری کے حوالے سے کہانی لکھ کر لائیں۔
 (ii) طلباء و طالبات ایم انڈاری کے حوالے سے اپنا کوئی واقعہ بیان کریں۔
 (iii) طلباء و طالبات ایم انڈاری کے فوائد پر مباحثہ کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

(i) طلباء و طالبات کو بتایا جائے کہ وہ روزمرہ کے معمولات میں ایم انڈاری کو کیسے اپنائ سکتے ہیں۔

☆ سکول میں ایمانداری

بلونٹ گور کے ابو بینک ملازم ہیں۔ شام کو چھٹی کر کے وہ گھر پہنچے اور اپنے دفتری لباس کو تبدیل کیا۔ بلونٹ گور کی امی نے کھانے کی میز پر کھانا لگایا اور اتنے میں بلونٹ گور کے ابو بھی آگئے۔ سب نے مل کر بڑے مزے سے کھانا کھایا۔ بلونٹ کور کی والدہ نے فارغ ہو کر ٹیلی ویژن لگایا، اس وقت تمام چینلز (Channels) پر ایک ہی خبر نشر کی جا رہی تھی۔ بلونٹ کور کے ابو جو خبر نامہ بہت شوق سے سنتے ہیں فوراً متوجہ ہوئے۔



بلونٹ کور اٹھ کر اپنے ہوم ورک (Home Work) کے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی، بریکنگ نیوز میں ایک پولیس کا نشیبل ”ایاز میاں“ کے بارے میں خبر نشر کی جا رہی تھی کہ انہوں نے ایمانداری کی ایک نئی مثال قائم کر دی ہے جس پر نہ صرف محکمہ پولیس بلکہ پوری پاکستانی قوم کو فخر ہے۔

ایاز میاں جو بطور پولیس کا نشیبل ایک سوں نج دوست محمد خاں کے ساتھ محافظ کی ڈیوٹی انجام دے رہا تھا شام کو



چھٹی کر کے اپنے گھر خوازہ خیلہ شمک جا رہا تھا راستے میں اسے سڑک کے کنارے ایک روپوں سے بھرا ہو تھیا ملا وہ اسے گھر لے آیا، اس کے بعد اس نے اس کے اصلی مالک کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لاڈ سپیکر پر ایک شخص کو اعلان کرتے ہوئے سُنا جس کی رقم گم ہو چکی تھی۔ جب ایاز میاں نے اس کی رقم کے بارے میں پوچھا اور مکمل تسلی ہو گئی تو اس نے وہ رقم جو پہنچن لائکروپے تھی، اس کے مالک کے حوالے کر دی۔ وہ شخص اپنی گم شدہ رقم واپس پا کر بہت خوش ہوا اور بطورِ انعام پانچ لاکھ روپے ایاز میاں کی ایمانداری کی وجہ سے دینے کی کوشش کی لیکن ایاز میاں نے انعام کی رقم یعنی سے انکار کر دیا اور کہا یہ رقم کسی مستحق کو دے دینا۔ بلونٹ گور کی امی اور ابو یہ خبر سن کر خوشی سے پھولے نہیں سمار ہے تھے اور ایاز میاں کی ایمانداری پر نہایت فخر کر رہے تھے کہ آج کے اس مشکل دور میں ایمانداری کی الی سنبھری مثال قائم کرنا بہت بڑی بات ہے انہوں نے اپنی بیٹی کو بُلا یا اس نے بھی بڑے غور سے ایاز میاں کی نشر کی جانے والی خبر کو سُنا اور کہا بابا جان! جو لوگ بینک ڈیپوٹ کرتے ہیں یا چوریاں کرتے ہیں، ان کو بھی تو انکل ایاز میاں کی اس ایمانداری سے سبق لینا چاہیے بلونٹ کور

کے ابو نے کہا ہاں بیٹا اگر ہر انسان دوسرے کی اچھائی کو اپنالے اور برائی کو ترک کردے تو پورا معاشرہ خوبصورت بن سکتا ہے۔

اگلی صحیح بلونٹ کو رسکول گئی، ابھی اسمبلی میں دریخی کیونکہ بلونٹ کو رکی گاڑی آج جلدی سکول پہنچ گئی تھی تمام بچے اپنے بیگ اپنی اپنی کلاس میں رکھ کر کھینے میں مشغول تھے اتنے میں اسمبلی کی گھٹی بھی، اور بچے دوڑ لگاتے اسمبلی میں جا رہے تھے۔ اچانک بلونٹ کو رکی نظر زمین پر گرے ایک ہزار کے نوٹ پر پڑی اس نے اس کو اٹھالیا۔ اور اسمبلی میں شامل ہو گئی، اب رات والی خبر اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی اس نے دل ہی دل میں سوچ لیا تھا کہ وہ بھی اس رقم کو اس طالب علم تک ضرور پہنچائے گی جس کی یہ ہے۔ اسمبلی ختم ہونے کے بعد ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ بچوں کو ہر روز ایک نیا پیغام دیتی تھیں اس موقع پر بلونٹ کو راپنی قطار سے باہر اسمبلی کے چبوترے کی طرف آئی تو ایک استانی نے اس کو روک کر پوچھا آپ کہاں جا رہی ہو اتنے میں ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ نے کہا کہ اس بچی کو آنے دو، لگتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہے۔ جی بیٹا بلونٹ کو ر خیریت تو ہے! جی مس جی خیریت ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے یہ ایک ہزار روپے کا نوٹ گراہو املا ہے آپ بچوں سے پوچھ کر جس کا ہے اسے دے دیں۔

ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ نے ایک لمحہ کے لیے بلونٹ کو روک بھیت بھری نگاہوں سے دیکھا اور پوچھا بیٹا آپ اگر یہ رقم نہ بھی دیتی اور پچھاپا جاتی تو پھر کیا ہوتا؟ ہیڈ مسٹر لیں نے بچی کے جذبات سننے کے لیے یہ سوال کیا۔ بلونٹ کو رکھنے لگی اگر انکل ایاز میاں جیسے انسان کو 55 لاکھ روپے گرے ملے ہوں اور وہ اس کے اصلی مالک کو تلاش کر کے واپس کر کے ایمانداری کی مثال قائم کر سکتے ہیں تو مس ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

بلونٹ کو رکایہ جواب سُن کر ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ انہوں نے بلونٹ کو روک گئے لگا کر پیار کیا۔ پھر ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ نے اسمبلی میں بچوں کو مخاطب ہو کر پوچھا کہ کسی بچے کے آج کچھ پیسے گم ہوئے ہوں ایک بچی نسرین پریشان ہو کر رکھنے لگی مس جی! میرا ایک ہزار روپے کا نوٹ جو میرے ابو نے فیس کے لیے دیا تھا گم ہو گیا ہے۔ مس نے اس بچی کو بُلا یا اور سب کے سامنے ایاز میاں اور بلونٹ کو رکا واقعہ سنایا سب بچے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے زور دار تالیاں بجا کر دونوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ نے بچوں کو اپنی زندگیوں میں ایمانداری کو شعار بنانے کا درس دیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) کہانی ”ایازمیاں کی ایمانداری“ کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) بلونت کو رکے والد کیا کرتے تھے؟

(ii) بلونت کو رکی والدہ نے کھانے سے فارغ ہو کر کیا کیا؟

(iii) ٹیلی ویریش پر کون سی خبر نشر کی جا رہی تھی؟

(iv) ٹھیلے میں کتنے روپے تھے؟

(v) ایازمیاں نے ٹھیلے کو کیا کیا؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) ایازمیاں ایک سول نج کے ساتھ بطور.....ڈیوٹی کرتا تھا:

(ا) بیدار (ب) چڑاںی (ج) محافظ (د) ڈرائیور

(ii) اگر ہر انسان دوسرے کی اچھائی کو اپنالے اور بُرا می کو ترک کر دے تو پورا..... خوبصورت بن سکتا ہے:

(ا) معاشرہ (ب) محلہ (ج) گھر (د) ملک

(iii) اچانک بلونت کو رکی نظر زمین پر گرے..... کے نوٹ پر پڑی:

(ا) ایک سوروپے (ب) پانچ سوروپے (ج) ایک ہزار روپے (د) پانچ ہزار روپے

(iv) ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ نے ایک لمحہ کے لیے بلونت کو کو بڑی..... نگاہوں سے دیکھا:

(ا) عزت والی (ب) غصے والی (ج) محبت بھری (د) نفرت بھری

-4

کالم (الف) کا رابط کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (ج)	کالم (ب)	کالم (الف)
	خوازہ حیلہ شمک	ہیڈ مسٹر لیں
	رسول نج	ایمانداری کو
	نسرین	دوسٹ محمد خاں
	شعار بنانے کا درس	ایاز میاں
	ہر روز ایک نیا پیغام	ایک ہزار کانوٹ

سرگرمیاں

- (i) ایمانداری کے حوالہ سے ایاز میاں اور بلونٹ گور کے کردار بچے ڈرامے کی شکل میں پیش کریں۔
- (ii) ایمانداری پر طلباء و طالبات کہانیاں کٹھی کر کے لائیں اور جماعت میں ایک دوسرے کو سنا لئیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) ”ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے“، اس کی اہمیت کو اجاگر کریں۔
- (ii) ایمانداری سے معاشرہ میں جو اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ سناؤ کر بچوں کی کردار سازی کریں۔

☆ معاشرے میں ایمان داری

پنگ لی (Ping Li) ایک بڑا، ہی مختنی اور ماہر باغبان تھا۔ اس کے پاس ایک باغ تھا۔ وہ دن رات اپنے باغ میں موجود پودوں اور درختوں کی دیکھ بھال کرتا رہتا تھا۔ اس کے باغ میں ہر وقت رنگ برنگے پھول کھلے رہتے تھے۔ لوگ دُور دُور سے اس کا باغ دیکھنے آتے تھے۔ اس کے باغ میں موجود درختوں پر انواع و اقسام کے پھل لگتے تھے۔ جن کو بچ کر وہ اپنا گزر اکرتا تھا۔

پنگ اپنے کام میں ماہر تھا اس کو معلوم تھا کہ کون نے موسم میں کون سے پودے لگاتے ہیں اور کون سے پھل لگتے ہیں، وہ پودوں اور درختوں کو اپنی تیاری کی ہوئی کھاد ڈالتا تھا۔ پانی وقت پر دیتا تھا، اس طرح اس کا باغ ہر موسم میں ہر ابھر اکرتا تھا۔ پنگ جس ملک میں رہتا تھا اس کا بادشاہ بہت اچھا اور نیک انسان تھا وہ بوڑھا ہو چکا تھا لیکن اس کی کوئی اولاد نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ہر وقت فکر مندر رہتا تھا کہ اس کے بعد ملک کا بادشاہ کون بنے گا۔ ایک دن وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ اچانک اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے فوراً اپنے وزیر کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ ملک کے تمام اچھے اور ماہر باغبانوں کو بلایا جائے۔ لہذا جلد ہی تمام باغبان اکٹھے ہو گئے۔ ان میں پنگ لی (Ping Li) بھی شامل تھا۔

بادشاہ نے اُن سب کو ایک ایک گملہ اور ایک ایک نیچ دیتے ہوئے کہا کہ یہ لے جاؤ اور اس نیچ کو گملے میں اُگاؤ جس کا پودا سب سے اچھا ہو گا وہ میرے بعد اس ملک کا بادشاہ ہو گا۔ اس کے لیے دو ماہ کا وقت دیا گیا۔ یہ سن کر تمام باغبان بہت خوش ہوئے اور اپنے اپنے گھروں کو آگئے تاکہ جلد پودا اگا کر بادشاہ کو خوش کریں۔ پنگ لی (Ping Li) بھی اپنے باغ میں آیا۔ اس نے گملے میں بہترین مٹی ڈالی، کھاد ڈالی اور نیچ بننے کے بعد اس کی دیکھ بھال کرنے لگ گیا۔ وہ وقت پر پانی دیتا رہا لیکن کافی دن گزرنے کے بعد پودا نہ اگا۔ پنگ لی (Ping Li) یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اس نے اپنے طور پر ہر جتن کرڈا لیکن پودا نہ اگا اور مقررہ دن آگیا۔

پنگ لی (Ping Li) مایوسی کے عالم میں خالی گملہ لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا وہاں پر تمام ملک کے باغبان آئے ہوئے تھے۔ جن کے گملوں میں انہتائی خوبصورت اور رنگ برنگے پودے لگے ہوئے تھے اور ہر کوئی یہ سمجھ رہا تھا



کہ بادشاہ میں ہی بنوں گا۔ تھوڑی دیر بعد بادشاہ سلامت تشریف لائے اور باری باری پودوں کو دیکھنے لگے۔ بادشاہ ہر



پودے کے پاس جاتا اُسے غور سے دیکھتا اور پھر مایوسی سے گردن ہلاتا ہوا آگے بڑھ جاتا۔ جب وہ پنگ لی کے پاس پہنچا تو اس کے خالی گملے کو دیکھ کر جیران ہوتے ہوئے پوچھا کہ تم نے پودا نہیں اگایا۔ وہ آگے سے بولا کہ میں نے ہر کوشش کی لیکن پودا نہیں اگا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں نے جو تج دیے تھے وہ ناکارہ اور خراب تھے اُن سے پودا اُگ ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ تمام لوگ مجھے دھوکہ دینے کے لیے اپنے پاس سے تج بوکر پودا اُگا کر لے آئے ہیں۔ جبکہ تم نے ایمانداری کا ثبوت دیا ہے اس لیے میرے بعد بادشاہ تم ہی ہو گے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) پنگ لی کے فنِ باغبانی سے متعلق تفصیل سے لکھیے۔

(ii) اس کہانی کا خلاصہ لکھیے۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) پنگ لی کون تھا؟

(ii) پنگ لی کیا کام کرتا تھا؟

(iii) بادشاہ نے باغبانوں کو کیوں اکٹھا کیا؟

(iv) پنگ لی کا مگلا خالی کیوں رہ گیا؟

(v) بادشاہ نے خالی گملہ کیچ کر کیا کہا؟

-3 درست جواب کے گرد اسرہ لگائیے۔

(a) باغبانوں کو پودے اُگانے کے لیے وقت دیا گیا:

(ا) ایک ماہ

(ب) دو ماہ

(ج) تین ماہ

(د) چار ماہ

- (ii) پنگ لی کیا نیچ کراپنا گزارہ کرتا تھا:
- | | | | |
|---------|----------|---------|----------|
| (ا) پھل | (ب) پھول | (ج) ہار | (د) اناج |
|---------|----------|---------|----------|
- (iii) بادشاہ نے سب باغبانوں کو مگلا اور ۔۔۔ دیے۔
- | | | | |
|----------|---------|---------|----------|
| (ا) پسیے | (ب) آٹا | (ج) نیچ | (د) کپڑے |
|----------|---------|---------|----------|
- (iv) پنگ لی کے گملے میں اگا:
- | | | | |
|----------|----------|----------|------------------|
| (ا) گھاس | (ب) پودا | (ج) پھول | (د) کچھ بھی نہیں |
|----------|----------|----------|------------------|
- (v) پنگ لی تھا:
- | | | | |
|-----------|------------|-----------|------------|
| (ا) لوہار | (ب) باغبان | (ج) مزدور | (د) ترکھان |
|-----------|------------|-----------|------------|
- 4 خالی جگہ پر کچھ بھی لفظ لکھیجیے۔
- (i) پنگ لی کا کام کرتا تھا۔
- (ii) بادشاہ ہو چکا تھا۔
- (iii) پنگ لی کا مگلا تھا۔
- (iv) پنگ لی کے باغ میں مختلف قسم کے اور لگتے تھے۔
- (v) کافی دن گزرنے کے بعد بھی نہ اگا۔

سرگرمی

طلبا و طالبات ایسی ہی کہانیاں یاد کر کے آئیں اور جماعت میں سنائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

اُستاد صاحب ”ایمانداری بہترین حکمتِ عملی ہے“ کی اہمیت کے بارے میں طلا و طالبات کو بتائیں۔

سچائی

☆ ہمیشہ صحیح بولو

آزمودہ تھا جہاں کے گرم سرد
آئی کمختی، نکاح اک جا کیا
بدر ویہ، بے حیا، بے باک تھی
اور یہی کام اس کا صحیح و شام تھا
اس کی خاطر گوشت آیا سیر بھر
بوٹی اک اک چون کے ظالم کھا گئی
لائی باہر سے میاں کو وہ بُلا
ہے مگر صحیح، جھوٹ ذرہ بھر نہیں
بیٹھی ہے کیا بھولا بھالا منہ بنا
گوشت تھا اک طاس میں رکھا ہوا
گوشت سارا کر گئی چٹ بے دھڑک
جا کے لے آیا ترازو دوڑ کر
وزن میں پوری جو نکلی ایک سیر
وزن ہے بلی کا یہ، یا گوشت کا؟
ہے جو بلی، گوشت کا دے تو نشا!

تھا مجرد اور بوڑھا ایک مرد
چین سے رہتا تھا وہ صحیح و مسا
بیوی جو آئی، بڑی چالاک تھی
چاٹنے کھانے سے اس کو کام تھا
ایک دن مہمان آیا ان کے گھر
بُھونتی جاتی تھی جب کہ دیپجی
دیکھ کر ہانڈی کو خالی یہ کیا
اور کہا تم کونہ آئے گا یقین
اس غوڑی بلی کو تم دیکھنا
بُھونتی تھی میں مصالحہ گوشت کا
میں لگی چکھنے مصالحہ کا نمک
کچھ نہ بولا مرد صاحب دل مگر
پلڑھ میں بلی کو رکھا، کی نہ دیر
یہ کہا مجھ کو بتا اے بے حیا
گوشت ہے گریتو، بلی ہے کہا؟

نتیجہ:

ناؤ کاغذ کی کبھی بہتی نہیں	کاٹھ کی ہندیا سدا رہتی نہیں
چور کے سو دن تو اک دن سادھا کا	جھوٹ تیرا ظاہر اک دن ہوئے گا
(منظوم ترجمہ مشنوی شریف)	

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

- (i) نظم ”ہمیشہ سچ بولو“ کا مرکزی خیال بیان کیجیے۔
- (ii) اس پوری نظم سے کون سا اخلاقی سبق متاثر ہے؟
- (iii) نظم ”ہمیشہ سچ بولو“ کے آخری بند کی تشریح کریں۔

سرگرمیاں

- (i) طباء و طالبات نظم کو کہانی کی صورت میں لکھیں۔
- (ii) جماعت میں بیت بازی کا مقابلہ کریں۔
- (iii) طباء و طالبات اخبارات اور سالوں سے سچائی کے حوالے سے نظمیں لکھ کر لائیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) درج ذیل نتیجہ پر اساتذہ طلبہ کو اخلاقی سبق دیں
ناو کاغذ کی کچھی بہتی نہیں کاٹھ کی ہندیا سدا رہتی نہیں
چور کے سودن تو اک دن سادھ کا جھوٹ تیرا ظاہر اک دن ہو جائے گا

غلطی کا اعتراف ☆

کلاس میں ایک شور برپا تھا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ سارے لڑکے اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔ ناصر بھی اپنی سیٹ سے اٹھ کر کچھلی رو میں بیٹھے اپنے دوست زوہبیک کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، زوہبیک! یہ آج ساجد کیوں آیا؟ وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ آج اس کی طبیعت خراب تھی، جس کی وجہ سے اس نے چھٹی کی ہے۔ اس نے اپنی درخواست بھیج دی ہے۔ زوہبیک نے اس کو تفصیل سے بتایا لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ تم تو اس سے ناراض ہو، زوہبیک نے پوچھا۔



میں اس سے صلح کرنا چاہتا ہوں، اس لیے۔ ناصر نے جلدی سے بات بنائی۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کی درخواست کدھر ہے؟ اس نے زوہبیک سے پوچھا۔ وہ میں نے مس صاحبہ کی میز پر رکھ دی ہے۔ زوہبیک نے میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ ناصر نے میز کی طرف دیکھا، اسے وہاں درخواست رکھی نظر آئی۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا اور وہ اٹھ کر اپنی سیٹ پر آگیا۔ اس نے جلدی

سے اپنے بیگ سے کاپی نکالی اور درخواست لکھنے لگا، پھر کاپی میں سے وہ صفحہ چھاڑ کر اس نے مس صاحبہ کی میز پر رکھ دیا اور پہلی رکھی ہوئی درخواست اٹھا لی، جبکہ پیچھے بیٹھے ہوئے زوہبیک نے اس کی یہ حرکت دیکھ لی تھی۔ اتنے میں اخلاقیات کے پیریڈ کی گھنٹی بجی اور مس شہنماز صاحبہ کلاس میں داخل ہوئیں۔ ساری کلاس پر خاموشی چھاگئی۔ مس صاحبہ نے حاضری رجسٹر کھولا اور باری باری سب کی حاضری لگانے لگیں۔ جب ساجد کا نام آیا تو زوہبیک نے ان کو اس کی درخواست کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے میز پر رکھی ہوئی درخواست اٹھائی اور پڑھنے لگیں۔

یہ ساجد کی درخواست تم لائے ہو؟ انہوں نے درخواست پڑھ کر غصے سے زوہبیک سے پوچھا۔ جی مس صاحبہ میں لایا ہوں۔ اس نے اسکول آتے وقت مجھے دی تھی۔ زوہبیک نے بتایا، اچھا ذرا یہ کھڑے ہو کر پڑھو۔ انہوں نے وہ درخواست زوہبیک کی طرف بڑھائی اور وہ حیران ہو کر پڑھنے لگا۔

بخدمت جناب ہیڈ مسٹر لیں صاحبہ۔ مودبانہ گزارش ہے، دھوپ ہے نہ بارش ہے۔ بندے کو بخار ہے۔ بخار 104 ہے۔ اس لیے بندہ دودن کے لیے اسکول حاضر نہیں ہو سکتا..... اور کیونکہ حاضر نہیں ہو سکتا، یہ تفصیل میں آکر بتاؤں گا،

برائے مہربانی مجھے دو دن کی چھٹی عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہو گی۔ انشاء اللہ کل بارش ہو گی۔ زوہبیب نے درخواست پڑھ کر پریشانی سے مس صاحبہ کی طرف دیکھا جو اس کو غصے سے گھور رہی تھیں۔ جبکہ باقی کلاس زور زور سے ہنس رہی تھی۔ مس صاحبہ میرا یقین کریں میں میں نے یہ درخواست نہیں رکھی تھی۔ اس نے پریشانی سے کہا۔ اچھا تو پھر کہ ہر سے آگئی؟ مس صاحبہ نے پوچھا۔

مس صاحبہ! میرا خیال ہے کہ یہ کسی کی شرارت ہے، زوہبیب نے ناصر کو دیکھتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات سے ناصر پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ مس صاحبہ یہ ناصر کی حرکت ہے۔ میں نے خود اسے درخواست تبدیل کرتے ہوئے دیکھا تھا زوہبیب کی بات پر ناصر کارنگ اڑ گیا۔ اوہ! اس نے تو مجھے درخواست تبدیل کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ناصر نے دل میں کہا، ناصر! کیا یہ حرکت آپ کی ہے؟ مس صاحبہ نے ناصر کو کھڑا کرتے ہوئے پوچھا، لیکن وہ خاموشی سے نظریں پنچی کئے کھڑا رہا، اگرچہ بولو گے تو سزا سے فجح جاؤ گے۔ اور اگر جھوٹ بولا تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے مس صاحبہ نے کہا۔

جی مس صاحبہ، یہ میں نے رکھی تھی، اس نے آہستہ آواز میں کہا۔ شرمندگی سے اس کی گردان جھکی ہوئی تھی۔ لیکن کیوں؟ مس صاحبہ نے اس سے پوچھا۔ مس صاحبہ! میں اور ساجد ایک دوسرے سے ناراض ہیں، اس لیے اس سے بدلہ لینے کے لیے میں نے یہ حرکت کی، اس نے مس صاحبہ کو بتایا۔ بہت خوب! بجائے اس کے کہ تم ایک ایک دوسرے کو معاف کرو اور صلح کرو، تم نے اس سے بدلہ لیا۔ کل میں نے آپ کو اخلاقیات میں کیا پڑھایا تھا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے ناراض نہیں رہنا چاہیے، اور معاف کر دینا ہی سب سے بڑی عقلمندی ہے۔ سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کی غلطیاں نظر انداز کرے۔ مس صاحبہ نے اسے اچھا خاصا لیکھ رہے ڈالا جبکہ اس کا سرا بھی بھی شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔ ناصر نے مس صاحبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ مس صاحبہ! مجھے معاف کر دیں، مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔

تم نے اپنی غلطی تسلیم کی اس لیے تمہیں معاف کرتی ہوں لیکن آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔ مس صاحبہ نے انگلی اٹھا کر اسے وارنگ دی۔ جی مس صاحبہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا اس نے اسی طرح سر جھکائے ہوئے کہا۔ اور ہاں اب جب ساجد اسکوں آئے تو تمہیں اس سے صلح میں پہل کرنی ہے۔ مس صاحبہ نے اس سے کہا۔ جی مس صاحبہ! اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب بیٹھ جاؤ اور اپنی کتابیں کھولو، انہوں نے باقی کلاس کو بھی کتابیں کھولنے کے لیے کہا۔ جبکہ کتاب کھولنے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ اسکوں سے گھر جاتے ہوئے ساجد کے گھر جائے گا اور اسے منا لے گا اور سچا دوست ہونے کا ثبوت

دے گا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) کہانی ”غلطی کا اعتراف“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) غلطی کا احساس ہونے پر کیا کرنا چاہیے؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) ساجد سکول کیوں نہیں آیا تھا؟

(ii) ناصر نے ساجد کی درخواست کو کیوں تبدیل کیا؟

(iii) اس کہانی سے ہمیں کیا سبق متلتا ہے؟

(iv) مس شہنماز صاحب نے ناصر کیا کہا؟

(v) ناصر نے درخواست میں کیا تبدیلی کی؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) سچا دوست وہی ہے جو اپنے دوست کی غلطیاں کرے:

(ا) واضح (ب) بیان (ج) نظر انداز (د) دُھرانے

(ii) جب ساجد سکول آئے تو تم کواس سے میں پہل کرنی ہے:

(ا) صلح (ب) لڑائی (ج) ناراضی (د) جھوٹ

(iii) ساجد کی درخواست لے کر آیا:

(ا) ناصر (ب) زوہبیب (ج) وہ خود (د) ساجد کے والد

(v) مس نے وارنگ دی:

(ا) ساجد کو (ب) زوہبیب کو (ج) ناصر کو (د) تینوں کو

(v) معاف کر دیتا ہے سب سے بڑی:

(ا) بہادری (ب) عقل مندی (ج) سمجھداری (د) وفاداری

-4

کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (ج)	کالم (ب)	کالم (الف)
	104	بدلہ
	رنگ اڑ گیا	ساجد
	ساجد	بنخار
	چھٹی کی درخواست	ناصر کا
	ناصر	بیمار

سرگرمیاں

- (i) ”غلطی کا اعتراف“، جیسی اخلاقی کہانیاں پچے ایک دوسرے کو سنائیں۔
 ”غلطی کا اعتراف“، کوڈرامائی انداز میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) بچوں کی کردار سازی کے لیے مزید اخلاقی کہانیوں کی کتابوں اور رسائل کے بارے میں بتایا جائے۔
 (ii) اخلاقی کہانیوں پر مبنی کتابوں کی نمائش کا بنڈوبست کیا جائے۔

☆ ایک گائے اور بکری

تھی سراپا بہار جس کی زمیں
 اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
 کیا سماں اُس بہار کا ہو بیان
 ہر طرف صاف ندیاں تھیں روان
 تھے اناروں کے بے شمار درخت
 اور پیپل کے سایہ دار درخت
 ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں آتی تھیں
 طاڑوں کی صدائیں آتی تھیں
 کسی ندی کے پاس اک بکری
 پڑتے پڑتے کہیں سے آنکلی
 جب ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھا
 پہلے جھک کر اُسے سلام کیا
 پھر سلیقے سے یوں کلام کیا
 کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں؟
 گائے بولی کہ خیراچھے ہیں
 کٹ رہی ہے بُری بھلی اپنی
 ہے مصیبت میں زندگی اپنی
 جان پر آ بنی ہے، کیا کہیے
 اپنی قسمت بُری ہے، کیا کہیے
 دیکھتی ہوں، خدا کی شان کو میں
 رورہی ہوں، رُوں کی جان کو میں
 زور چلتا نہیں غریبوں کا!
 پیش آیا لکھا نصیبوں کا
 آدمی سے کوئی بھلانہ کرے
 اس سے پالا پڑے، خدانہ کرے
 دودھ کم ڈوں تو بُڑا بُڑا تاہے
 ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
 ہوں جو دُلبی، تو نیچ کھاتا ہے
 اس کے بچوں کو پا لتی ہوں میں
 کن فریبوں سے رام کرتا ہے
 بد لے نیکی کے، یہ بُرانی ہے
 دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں
 سن کے بکری یہ ماجرا سارا
 مرے اللہ! تیری دُہائی ہے
 بات سچی ہے، بے مزا لگتی
 بولی، ایسا گلہ نہیں اچھا
 یہ چراگاہ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
 میں کہوں گی مگر خدا لگتی
 یہ ہری گھاس اور یہ سایا
 ایسی خوشیاں، ہمیں نصیب کہاں!
 یہ کہاں! بے زبان غریب کہاں!

لطف سارے، اسی کے دم سے ہیں
 واں کی گنڈران سے بچائے خدا
 ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا
 آدمی کا بھی گلہ نہ کرو
 آدمی کے گلے سے پچھتائی
 اور کچھ سوچ کر کہا اس نے
 دل کو لگتی ہے ذات بکری کی

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
 سو طرح کا بُوں میں ہے کھٹکا
 ہم پا حسان ہے بڑا اس کا
 قدر آرام کی اگر سمجھو
 گائے سن کر یہ بات شرمائی
 دل میں پر کھا بھلا بُراؤں نے
 یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے جواب لکھیے۔

(i) نظم کے آخری بند کی تشریح کریں۔

(ii) اس نظم میں کون سا اخلاقی سبق دیا گیا ہے؟

(iii) گائے نے بکری کو کون ہی بات کہی تھی اور بکری نے گائے کو کیا بتایا؟

(iv) نظم ”ایک گائے اور بکری“ کا خلاصہ بیان کریں۔

سرگرمیاں

(i) طلباء و طالبات گائے اور بکری کی باتیں ایک مکالمے کی صورت میں لکھیں۔

(ii) دونپھے گائے اور بکری کے کردار ادا کر کے اس نظم کو ڈرامے کی صورت میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

اساتذہ طلباء و طالبات کو مزید سبق آموز کہانیاں اور نظمیں سنائیں۔

☆ آداب

☆ گفتگو کے آداب

جارج (George) کو سکول سے چھٹی تھی کیونکہ اس کے سالانہ امتحانات ہو چکے تھے۔ جارج کی والدہ نے اسے بتایا کہ آج ہمارے گھر میں مہمان آ رہے ہیں اُس نے خوشی سے پوچھا کون آ رہے ہیں؟ یقیناً بچوں کو اپنے ہم جو لیوں اور عزیز وقارب سے ملنے کا بہت شوق ہوتا ہے اس لیے اس نے بہت بے تابی سے اپنی ماں سے دریافت کیا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کے چچا جان، پچھی جان اور ان کے بچے آ رہے ہیں تو اس کی خوشی کی انہنہ رہی اور اپنے کپڑے نکال کر بیٹھ گیا کہ ان کے آنے سے قبل وہ خوب تیار ہو جائے لیکن اس کی والدہ نے کہا بیٹا صرف آپ کے کپڑے پہنانا ہی مہمانوں کے لیے کافی نہیں بلکہ ان کے لیے کھانے کا انتظام کرنا بہت ضروری ہے جس کے لیے بازار سے سودا لانا ہے، پہلے وہ لے آؤ بعد میں تیار ہو جانا، اس نے کہا ہاں امی جان میں یہ تو بھول ہی گیا تھا! خیر اس کی والدہ نے اسے سامان کی ایک لمبی فہرست تھما دی اور کہا بیٹا! جلدی سے تمام اشیاء لے آؤ، ہاں ایک بات یاد رکھو تمام چیزیں صاف ستری ہوں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہوں۔

جارج کو مارکیٹ گئے بہت دیر ہو گئی تھی اور اس کی امی کو فکر ہو رہی تھی کہ خدا خیر کرے بیٹا کافی لیٹ ہو گیا ہے۔ بالآخر جارج گھر آیا تو اس کی امی نہایت گھبرائی ہوئی تھیں انہوں نے پوچھا بیٹا خیریت تو تھی تم نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا تھا اتنی دیر کیوں کی؟ جارج بولا امی جان! آج میں نے ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے ایک بوڑھا شخص جس کے تن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ساتھ میں ایک بھاری گھٹڑی تھی جس کو وہ اٹھائے لڑکھراتے ہوئے جا رہا تھا۔ جب وہ میں روڑ



پر پہنچا تو شہر کی بے ہنگامہ ریلفک کی وجہ سے وہ نہایت پریشان تھا۔ کئی لڑکے اس بوڑھے شخص کو مذاق کرتے اور آوازیں کستے گزر رہے تھے۔ وہ بوڑھا ان لڑکوں کو یہ جواب دے رہا تھا کہ بیٹا! آپ نیک والدین کی اولاد ہو، جو انہوں نے تمہیں تعلیم دی ہے تم اس کا مظاہرہ کرو، مجھ کو تنگ کرنے سے آپ کو کیا ملے گا؟ کبھی

ملے گا؟ کبھی آپ کو بھی تو میری عمر میں پہنچنا ہے پھر تمہیں اس بات کا احساس ہو گا کہ تم غلطی پر تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اپنے کام پر بوڑھے شخص کی خدمت کو افضل جانا اور نہایت ادب سے آگے بڑھا اور انہیں سلام کیا انہوں نے جواباً علیکم السلام کہا اور کہا کہ بیٹا آپ کسی نیک گھرانے کے لگتے ہوا اور پڑھے لکھ بھی۔ میں نے کہا، بابا جی آپ نے کیسے پہچانا کہ میں پڑھا لکھا ہوں، انہوں نے کہا بیٹا بزرگوں کا قول ہے کہ انسان اپنی زبان کے پیچھے پوشیدہ ہوتا ہے اور عقلمند ہمیشہ سوچ کر بولتا ہے جبکہ کم عقل بول کر سوچتا ہے۔ انہوں نے کہا تمام جانداروں میں سے صرف انسان کو ہی قوتِ گویائی ملی ہے اور تمام جانداروں پر فوقيت حاصل ہے۔ ہماری بیشتر کوتا ہیاں صرف زبان کے غلط استعمال ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ کبھی کبھار ہماری چھوٹی سی بات یا جملے سے ہمارے دوست خفا ہو جاتے ہیں ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے اور کبھی کبھار ہمارا کہا ہوا فقط ایک جملہ کسی کے دل میں پیار پیدا کر دیتا ہے۔ میں نے ان کی بات ختم ہوتے ہی ان سے پوچھا کہ بابا جی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور آپ کو کہاں جانا ہے انہوں نے جواب دیا بیٹا میں گاؤں سے آیا ہوں اور یہاں لاہور میں اپنے بیٹے کو جو یہاں نوکری کے سلسلے میں رہتا ہے ملنے آیا ہوں۔ بابا جی نے اپنی جیب سے ایک رقعہ نکالا جس پر پتہ درج تھا میں نے پڑھا اور انہیں گاڑی پر بٹھانے کے لیے چل پڑا، میں نے بابا جی کے منع کرنے کے باوجود ان کی گلٹھی بھی اٹھائی اور پکھڑ دیر ٹاپ (Stop) پر کھڑے ہو کر گاڑی کا انتظار کیا اور گاڑی آنے پر ان کو بٹھایا اور کنڈیکٹر کو تاکید کی کہ ان کے مطلوبہ ٹاپ (Stop) پر انہیں اتار دینا۔ اس کے بعد میں نے اجازت طلب کی تو بابا جی نے مجھے ڈھیروں دعا میں دیں۔ بوڑھے شخص کو گاڑی پر بٹھانے کے بعد میں نے گھر کا سودا سلف خریدا ہے۔ جارج کی والدہ نے جب یہ سب کچھ سناتا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور اسے شاباش دی۔ پھر انہوں نے مہمانوں کے لیے پر تکلف دعوت کا انتظام کیا، کھانے پر تمام بہن بھائی اور اعزہ واقارب جمع تھے، سب نے بڑے مزے سے کھانا کھایا۔ اس کے بعد جارج (George) کی والدہ نے جارج کا واقعہ سب کی موجودگی میں سنایا۔ اس پر اس کے پیچا آرنلڈ (Arnold) بہت خوش ہوئے، انہوں نے کہا بیٹا! مجھے یہ سب سن کر بہت اچھا لگا ہے، چند ایک باتیں بطور نصیحت میں بھی شامل کر دیتا ہوں جن پر آپ سب بچوں نے زندگی بھر عمل کرنا ہے۔

☆ ہمیشہ سچ بولنا چاہیے چاہے آپ کو اس کے لیے نقصان ہی اٹھانا پڑے لیکن جھوٹ جیسی بُری چیز سے دور رہیں۔

☆ ضرورت کے تحت گفتگو کیجیے اور فضول قسم کی گفتگو سے پرہیز کیجیے۔ ایسے لوگ پسند نہیں کیے جاتے جو زیادہ بالتوںی ہوتے ہیں۔

- ☆
- بات کرتے وقت ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ رکھیے، اور میٹھے لبھے میں بات کیجیے۔
- ☆
- زیادہ زور سے نہ بولیے اور نہ اتنا آہستہ بولیے کہ سننے والا سن نہ سکے۔
- ☆
- ہمیشہ کم بولیے اور یہ خیال رہے کہ آپ کی باتوں سے بڑائی اور رعب ظاہر نہ ہو جس سے بات کر رہے ہوں اس کی عمر کا خیال رکھا جائے۔
- ☆
- والدین اور دوستوں سے ایک لبھے میں گفتگونہ کریں۔
- ☆
- اپنے سے چھوٹوں سے بات کریں تو پیار و شفقت سے کیجیے۔
- ☆
- ٹھہر ٹھہر کرو قارا اور سلیقے سے گفتگو کریں۔
- ☆
- ہر وقت ہنسی اور مذاق نہ کیجیے۔ اس سے آدمی کی عزت کم ہو جاتی ہے۔
- ☆
- جب دوآدمی بات کر رہے ہوں تو ہرگز نہ کاٹیے، اگر ضروری بات ہو تو اجازت لے کر کیجیے۔
- ☆
- دوسروں کی گفتگو چھپ کر سننے سے گریز کیجیے یہ انتہائی بُری عادت ہے۔
- ☆
- یہ بات بھی یاد کیجیے کہ کبھی گندی اور فضول باتوں سے اپنی زبان کو آلودہ نہ کیجیے۔
- ☆
- دوسروں کی بُرائی کرنے، غیبت اور چغلی کرنے، نقل کرنے، اپنی بڑائی کرنے اور طنز کرنے جیسی بُری عادتوں کے قریب بھی نہ جائیں۔
- ☆
- کبھی کسی کو بُرے یا اُلطھے ناموں سے نہ پکاریے۔
- ☆
- پیارے بچو! سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آپ کی بات سے کسی کا دل دکھے، کبھی کسی کا دل نہ دکھائیے۔
- ☆
- کوئی ایسی بات نہ کیجیے جس سے آپ کے مخاطب کی دل آزاری ہوا اگر کبھی ہو جائے تو فوراً معذرت طلب کیجیے۔
- ☆
- بچوں نے انتہائی غور سے چچا آرنلڈ (Arnold) کی باتیں سنیں اور ان تمام باتوں پر عمل کرنے کا پختہ عزم کیا۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) کہانی ”گفتگو کے آداب“ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

(ii) اس کہانی سے جو اخلاقی سبق ملتا ہے اس کو بیان کریں۔

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) جارج کی والدہ نے اُسے کیا بتایا؟

(ii) جارج کی والدہ نے کس قسم کی کھانے پینے کی اشیاء لانے کو کہا؟

(iii) جارج نے باہر کیا ما جرا دیکھا؟

(iv) ”انسان اپنی زبان کے پیچھے پوشیدہ ہے“ کا مفہوم واضح کریں۔

(v) جارج کے پچھا آرنلڈ نے کیا باتیں سمجھائیں؟

-3 درست جواب کے گرد دائرة لگائیے۔

(i) ضرورت کے تحت کیجیے۔

(ا) گفتگو (ب) تقریر (ج) تحریر (د) بحث

(ii) اگر کسی کی دل آزاری ہو جائے تو فوراً کریں۔

(ا) بحث (ب) خوشی (ج) معدرت (د) شرمندہ

(iii) دوسروں کی گفتگو سننے سے گریز کریں۔

(ا) پھٹپ کر (ب) سامنے آ کر (ج) گھر جا کر (د) پیچھے جا کر

(iv) سب سے گناہ یہ ہے کہ آپ کی بات سے کسی کا دل دکھے۔

(ا) چھوٹا (ب) بڑا (ج) معمولی (د) درمیانہ

(v) جب دوآدمی بات کر رہے ہوں تو ہرگز نہ

(ا) بھائیں (ب) گھبرائیں (ج) سنیں (د) کاٹیں

- 3۔ کالم (الف) کا رابطہ کالم (ب) سے کریں اور جواب کالم (ج) میں لکھیے۔

کالم (ج)	کالم (ب)	کالم (الف)
نہایت پریشان	فضول بات	
حفاظان صحبت	عقلمند	
تمام جانداروں پر فوقيت	ستاپ	
سوچ کر بولتا ہے	بے ہنگم طریقہ	
گاڑی	کھانے پینے کی اشیاء	
زبان آلودہ	قوتِ گویاں	

سرگرمیاں

- (i) ”گفتگو کے آداب“ کے مختلف موضوعات اکٹھے کریں اور باری باری تمام طلبہ ایک دوسرے کو سنائیں۔
- (ii) ”گفتگو کے آداب“ میں مختلف کرداروں کو ذرا مائی شکل میں پیش کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

موباکل فون پر بات کرنے کے آداب، گاڑی میں سوار ہونے کے آداب، ائرپورٹ (Airport)، ہسپتال اور کسی اجنبی شخص کے ساتھ بات چیت کرنے کے آداب کے بارے میں اساتذہ بھرپور ہنمائی فرمائیں۔

☆ اشاروں کی زبان

میدم فریدہ انگریزی زبان کی استاد تھیں اور تختہ سیاہ پر قواعدِ گرامر لکھ رہی تھیں کہ انھیں بچوں میں بالچل محسوس ہوئی۔ انھوں نے فوراً مڑ کے دیکھا تو گیتا کمرہ جماعت کی کھڑکی سے کسی کو اشارے کر رہی تھی اور تمام بچیاں اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ استانی صاحبہ کو بہت غصہ آیا، انھوں نے گیتا کو کھڑا ہونے کو کہا۔ گیتا ڈرتے ڈرتے کھڑی ہو گئی، استانی صاحبہ نے گیتا کو ڈالنٹے ہوئے پوچھا کہ آپ باہر کیوں دیکھ رہی تھیں۔ گیتا نے فوراً معافی مانگتے ہوئے کہا، سوری میدم میری بہن باہر کھڑی تھی اور مجھ سے پیسے مانگ رہی تھی اور میں اُسے اشاروں سے سمجھا رہی تھی کہ تفریح کے وقت میں اُسے پیسے دوں گی لیکن وہ جانبیں رہی تھیں۔

استانی صاحبہ نے فوراً باہر سے اُس کی بہن کو بلوایا، اُس کا نام رچنا تھا۔ وہ سہی سہی اندر آئی اور اُس نے بتایا کہ میں نے اپنی فیس دینی تھی اور پیسے میری بہن گیتا کے پاس تھے۔ اس لیے میں اُسے پیسے دینے کے لیے اشارے کر رہی تھی کیونکہ مجھے میدم نے فوراً فیس لانے کا کہا تھا کیونکہ آج فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی۔ محترمہ استانی صاحبہ نے جب یہ سنا تو اُن کا غصہ جاتا رہا اور وہ مسکرا پڑیں اور رچنا کو سمجھاتے ہوئے بولیں کہ بیٹی! آپ کو کھڑکی میں سے اشارے نہیں کرنے چاہیے تھے بلکہ آپ اجازت لے کر اندر آتیں اور اپنی بہن سے پیسے لے کر چلی جاتیں۔

رچنا کو بات سمجھا آگئی اُس نے اپنے رویے کی معافی مانگی اور آئندہ استانی صاحبہ کی بات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ استانی صاحبہ نے اُسے جانے کی اجازت دے دی۔ اُس کے جانے کے بعد وہ گیتا سے مخاطب ہوتے ہوئے بولیں کہ آپ کو بھی اُسے اشاروں سے منع کرنے کی بجائے مجھے بتانا چاہیے تھا۔ گیتا نے فوراً میدم سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد استانی صاحبہ نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ بچو! گیتا اور رچنا آپس میں کوئی زبان میں بات کر رہی تھیں۔ مریم کہنے لگی میدم وہ تو اشارے کر رہی تھیں، انھوں نے تو کوئی بات کی ہی نہیں۔ استانی صاحبہ مسکرائیں اور بولیں، ہاں، لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے سے بات کر رہی تھیں۔ روزینہ بولی میدم! وہ تو ایک دوسرے کو اشارے کر رہی تھیں۔ بالکل، یہی تو میں آپ سے پوچھ رہی تھی، دراصل وہ اشاروں کی زبان میں بات کر رہیں تھیں۔ مریم کہنے لگی، میدم اشاروں کی زبان کیا ہوتی ہے؟

استانی صاحبہ بولیں بچو! دنیا میں بہت سی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں، لیکن ایک زبان ایسی ہے جو سب سے

زیادہ استعمال کی جاتی ہے اور وہ اشاروں کی زبان ہے۔ اور یہی انسان کی پہلی زبان ہے کیونکہ ابتداء میں انسان کو کوئی زبان نہیں آتی تھی اور وہ ایک دوسرے سے اشاروں میں ہی بات کرتے تھے۔ میڈم! گونگے اور بہرے لوگ بھی تو اشاروں میں بات کرتے ہیں۔ سُرجیت کو ربوی، ہاں بیٹی، اشاروں کی زبان کو باقاعدہ ایک علم کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور گونگے اور بہرے بچوں کو اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ بغیر بولے اور سُنے دوسروں تک اپنی بات اشاروں کی مدد سے پہنچاسکیں۔

شمائل کہنے لگی میڈم اشاروں کی زبان کہاں کہاں استعمال کی جاتی ہے؟ تو میڈم کہنے لگیں کہ یہ ایک ایسی زبان ہے کہ جس کا استعمال تمام لوگ کرتے ہیں۔ ہم اپنے روزمرہ کے معمولات کے دوران اپنے ہاتھوں، آنھوں، چہرے اور جسم کی حرکات و سکنات کی مدد سے دوسروں کو اپنے احساسات اور جذبات سے آگاہ کرتے ہیں، اپنے تک کہ بولتے ہوئے بھی ہم اشاروں سے اپنی بات کی وضاحت کر رہے ہوتے ہیں، جیسے کوئی مقرر تقریر کرتے ہوئے مختلف انداز اختیار کرتا ہے۔ اس طرح اشاروں کی مدد سے اپنی بات کو زیادہ پُرا نیا جا سکتا ہے، جیسے سیاسی و مذہبی رہنمایا پنی تقریروں کے دوران کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ پیشہ و رانہ طور پر بھی مختلف شعبوں میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کہ فوج جب حملہ کرتی ہے تو فوجی اشاروں میں بات کرتے ہیں تاکہ دشمن کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ اسی طرح تمام کھلیوں میں ریفری یا ایمپر کھلیں کے دوران مختلف اشارے استعمال کرتے ہیں۔ ٹریفک کا نشیبل اشاروں سے ٹریفک کا نظام چلاتے ہیں، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں اشاروں کی زبان استعمال ہوتی ہے۔ میڈم! اس زبان کے تو بہت فائدے ہیں۔ روزینہ نے کہا، ہاں، بیٹی یہ بہت ہی فائدہ مند زبان ہے بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ تو کیا اس کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے، سُرجیت کو ربوی ہاں! بیٹی ہر چیز کا فائدہ یا نقصان اُس کے استعمال پر منحصر ہے۔

اب آج کی ہی مثال لو! جب گیتنے اشاروں کی زبان کا غلط استعمال کیا تو ہماری پڑھائی کا عمل متاثر ہوا اور تمام بچے اور میں بھی اپنی توجہ اپنے اصل کام کی طرف قائم نہ رکھ سکے۔

میڈم! ہمیں اشاروں کی زبان استعمال کرتے ہوئے کیا احتیاط کرنی چاہیے؟ شناستہ نے سوال کیا۔

بیٹی! ہمیں چاہیے کہ ہم کوئی بھی ایسا اشارہ یا حرکت نہ کریں جس سے کسی کی دل آزاری ہو، جیسے کسی لنگڑے کو دیکھ کر لنگڑا کر چلنا۔ اسی طرح محفل میں بیٹھ کر ایسی حرکات کرنا جس سے محفل کے شرکاء کی توجہ اپنے اصل کام سے ہٹ جائے۔ مختلف مذاہب کے حوالے سے بھی مخصوص اشارے ہوتے ہیں۔ ہمیں ان کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس مذہب کے مanine والوں کو تکلیف نہ ہو۔ میڈم! کسی کا لے کو دیکھ کر بھی اشارہ نہیں کرنا چاہیے۔ روزینہ بولی، ہاں ہاں

بالکل بیٹھی مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کو ان کی کسی کمزوری کا احساس دلانے کے لیے یا ان کا تمسخر اڑانے کے لیے بھی اشاروں کا سہارا لیا جاتا ہے جو کہ غلط بات ہے۔

میدم! میں نے دیکھا ہے کہ جام کو دیکھ کر لوگ ایسے اشارے کرتے ہیں جن سے اُس کے پیشے کا اظہار ہوتا ہے اور اُس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ شاباش بیٹا، آپ نے بالکل صحیح کہا۔ یہ بہت بُری بات ہے۔

میدم! یہ شماں کہ میری نقلیں اُتار کر مجھے چڑھتی رہتی ہے۔ یہ بھی تو بُری عادت ہے نا! ناصہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

شماں! ایسا کوئی بھی عمل جس سے آپ کے بہن، بھائی، یادوست کو بُرا گے، بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے گھروں میں بھی ہمیں ایسی کوئی حرکت یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے جیسے منہ چڑھانا، نقل اتارنا، جس سے دوسرے کو غصہ آجائے۔ یہ سب بُرے اشارے ہوتے ہیں۔

بیٹا کچھ ایسے اشارے یا حرکات ہوتی ہیں جو کہ انتہائی غیر اخلاقی اور نامناسب ہوتی ہیں، جن کی اجازت کوئی بھی مذہب یا معاشرہ نہیں دیتا۔ میں ان سے بھی بچنا چاہیے تاکہ دیکھنے والے ہمارے بارے میں اچھی رائے قائم کریں۔

اچھا بچو! آج کا پیر یڈ تو انگلش زبان کی بجائے اشاروں کی زبان میں ہی گزر گیا۔ کل ہم قواعدِ گرامر کا سبق دوبارہ پڑھیں گے۔

جی میدم! لیکن آج کا پیر یڈ ضائع نہیں گیا۔ ہم نے ایک نئی زبان کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور یہ بھی جانا کہ ہم اس زبان کا موثر اور مفید استعمال کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکر یہ میدم۔

میدم نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ اچھی بات ہے کہ آپ کو اشاروں کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا اور میں امید کرتی ہوں کہ آپ اپنی زندگی میں اس عمل بھی کریں گے۔

جی میدم سب پھولے نے یک زبان ہو کر کہا۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) اشاروں کی زبان کی ضرورت اور اہمیت بیان کریں۔

(ii) اشاروں کی زبان کے غلط استعمال کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟

(iii) غلط اشاروں کے نقصانات بیان کریں۔

-2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

- (i) اشاروں کی زبان سے کیا مراد ہے؟
 - (ii) اشاروں کے دورانِ عام طور پر کون سے اعضاءِ ذیادہ استعمال ہوتے ہیں؟
 - (iii) کمربعدمیت میں اشاروں کی زبان سے متعلق بات کیسے شروع ہوئی؟
 - (iv) اشاروں کی زبان کیسے شروع ہوئی؟
 - (v) ناصرہ کو کس بات پر غصہ تھا؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیئے۔

- (i) محترمہ استانی صاحبہ یڑھار ہی تھیں:

(ا) اردو (ب) ریاضی (ج) انگریزی (د) سوکس

- (ii) گیتا کی بہن کا نام تھا:

(ا) ساحده (ب) رچنا (ج) شماںکہ (د) ناصرہ

- (فوجی اشاروں کی زبان استعمال کرتے)

((ا) کھانے کے وقت ((ب) کام کے وقت

- آن الْمُغْصَّ كَانَ لِلْكَرْتَنَةِ

() آنکه ()

- گلستان کی بھی اپنے مرے (ب) ہوئے (ب) ہوئے (ب) ہوئے

(۷) فَإِنْ يُمْسِيَهُنَّ بِهِ يَقِيْنًا.

(ا) ایں کے بیچ (ب) نابالوں کے بیچ (ج) ٹھانے کے بیچ (د) یون لے بیچ

سرکرمیاں

- (i) دو طلبے کو پچھے جملے دیے جا میں، جنمیں وہ اشاروں کی مدد سے ادا کریں۔

- (ii) مختلف اشاروں اور ان کے مفہوم کا چارٹ بنانا کر آؤیں اکیا جائے۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

علاقوں اور ماحول کی مناسبت سے غیر اخلاقی اشاروں کی وضاحت کی جائے۔

ٹیلی کمیونیکیشن

Telecommunication

ٹین ٹین (دروازے کی گھنٹی بجی) وکٹر (Victor) دروازہ کھولنے آیا تو دروازے پر اُس کا دوست ڈینیل (Daniel) کھڑا تھا، گڈ مارنگ، ڈینیل نے مسکراتے ہوئے کہا، گڈ مارنگ وکٹر نے بھی ہنستے ہوئے ہاتھ ملایا اور ڈینیل کو لے کر اپنے کمرے میں آگیا۔ آج اتوار کا دن تھا اور کانج سے چھٹی تھی لہذا وکٹر نے ڈینیل کو جو کہ اُس کا ہم جماعت تھا، اپنے گھر آنے کے لیے کہا تھا تاکہ اُسے اپنا موبائل دکھا سکے، جو کہ اُس کے پاپا اُس کے لیے لائے تھے کیونکہ انہوں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ میٹرک میں A گریڈ حاصل کرے گا تو اُسے موبائل لے کر دیں گے۔

دکھا بھی دواب کہاں ہے تمہارا موبائل فون مجھے کتنا انتظار تھا، ڈینیل نے وکٹر سے کہا، وکٹر کہنے لگا دکھاتا ہوں بھائی اتنے بے چین کیوں ہو رہے ہو اور جیب سے موبائل فون نکال کر ڈینیل کے ہاتھ میں دے دیا، اس کے بعد دونوں دوست کافی دیر موبائل فون کے استعمال کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ ڈینیل کہنے لگا چلواس سے اپنے دوستوں کو میسج (Message) کرتے ہیں وکٹر کہنے لگا، ہاں ہاں، میں نے اس میں خاص پکیج (Package) لیا ہے، جس میں



تھوڑے سے پیسوں میں سارا دن فری میسج کر سکتے ہیں۔ اور پھر دونوں دوست اپنے دوسرے دوستوں کو SMS (Short Message Service) کرنے لگ پڑے اور اُن کے دوستوں کے SMS بھی آنے لگے اور دونوں دوست ہنس کھیل رہے تھے، اتنے میں وکٹر کے پاپا مسٹر سیموئیل (Samuel) کا اُدھر سے گزر ہوا تو انہوں نے وکٹر سے پوچھا کہ بھئی کیا ہو رہا ہے۔ وکٹر نے اپنے دوست کا پاپا سے تعارف کرایا اور بتایا کہ وہ ڈینیل کو اپنا موبائل فون دکھار ہاتھ اور ہمیل کر اپنے دوستوں کو SMS کر رہے تھے۔

وکٹر کے پاپا ہلاکا سما سکرائے اور کہا، کیا میں تھوڑی دیر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں۔ ڈینیل فوراً بولا، کیوں نہیں انکل۔ آئیے نا، مسٹر سیموئیل (وکٹر کے پاپا) اُن کے پاس بیٹھ گئے اور بولے۔ یہ بتاؤ بیٹا کہ موبائل فون کا آغاز کیسے ہوا۔ وکٹر فوراً بولا پاپا ہمارے استاد محترم نے بتایا تھا کہ الیگزندر گراہم بیل (Alexander Graham Bell) نے

سب سے پہلے ٹیلی فون ایجاد کیا تھا اور پھر ٹیلی فون ترقی کی منازل طے کرتا آج موبائل فون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ شاباش! بالکل ٹھیک بتایا ہے۔ اچھا ب یہ بتاؤ کہ ٹیلی فون کی ایجاد کا مقصد کیا تھا؟ تاکہ ہم اپنا پیغام ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی پہنچاسکیں، اس دفعہ ڈینیں یہ جواب دیا۔ مسٹر سیموئیل نے اُس کو بھی شاباش دی اور بولے کہ بچو، انسان نے اپنی سہولت کے لیے بے شمار چیزیں ایجاد کیں ہیں اور ان میں ٹیلی مواصلات کا نظام بھی شامل ہے۔ وکٹر بولا پاپا ٹیلی مواصلات سے کیا مراد ہے؟ مسٹر سیموئیل بولے ٹیلی مواصلات کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک جگہ سے بغیر حرکت اور تار کے اپنی آواز اور تصویر دوسری جگہ پہنچاسکتے ہیں اور اس کو انگلش میں ٹیلی کمیونیکیشن اور اردو میں بر قی مواصلاتی نظام کہتے ہیں۔



پاپا کمپیوٹر بھی اس میں شامل ہے، وکٹر نے پوچھا۔ کیوں نہیں، کمپیوٹر نے تو اس میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اب ہم انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں۔ اور انٹرنیٹ کے ذریعے， chatting ، ای - میل (E-mail) ، ٹوئٹر (Twitter) ، فیس بک (Facebook) اور بہت سی دوسری سہولیات میسر ہیں۔ جن سے ہم انتہائی کم وقت میں ایک دوسرے سے رابطہ کر سکتے ہیں لیکن بچو، ان تمام ایجادات کا فائدہ اُسی صورت میں ہے جب ہم ان کا مناسب اور بوقت ضرورت استعمال کریں۔ وکٹر پوچھنے لگا پاپا ہمیں بتائیے نا، کہ ہم ان سہولیات کا بہترین استعمال کیسے کر سکتے ہیں۔ مسٹر سیموئیل بولے، بچو! خدا نے انسان کو اشرف الخلوقات بنایا ہے اور انسان نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اپنی سہولت اور ضرورت کے لیے بے شمار چیزیں ایجاد کیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بے پناہ ترقی کی مثلاً زراعت، صنعت، اسلحہ سازی، ٹرانسپورٹ وغیرہ۔ اسی طرح ٹیلی کمیونیکیشن کے شعبہ میں بھی انسان نے بہت ترقی کی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے کیلئے انسان پیدل سفر کرتا تھا اور بہت زیادہ وقت صرف ہوتا تھا۔ لیکن آج ہم گھر بیٹھے دنیا جہاں کی خبریں جان لیتے ہیں۔ اس طرح کسی سے بھی رابطہ کرنا ہو خواہ وہ دنیا کے کسی بھی کوئی میں رہتا ہو تو لمحوں میں ہم اس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ لیکن بچو! ان تمام سہولیات کا فائدہ اس میں ہے کہ ہم ان کا مناسب استعمال کریں اور جیسا کہ وکٹر نے سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کو ان سہولیات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً ہم ٹیلی فون یا موبائل فون استعمال کریں تو خیال رکھیں کہ!

فون ایسے وقت کریں کہ جسے فون کر رہے ہیں اُس کے آرام میں خلل نہ آئے۔ اگر جسے فون کر رہے ہیں اور وہ فون نہیں سن رہا تو بار بار فون مت کریں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ مصروف ہو۔ ہمیشہ کام کی بات کریں۔ ادھر ادھر کی فضول باتیں مت کریں۔ مختصر بات کریں غیر اخلاقی گفتگومت کریں۔ جسے فون کر رہے ہیں اُس کے مرتبہ کا خیال رکھیں۔ اسی طرح اگر آپ SMS کا استعمال کریں تو پیغام انتہائی مختصر ہونا چاہیے۔ الفاظ سادہ اور واضح ہوں تاکہ اگلا شخص بات سمجھ جائے۔ اُس وقت کرنا چاہیے جب انتہائی ضروری ہو۔

انٹرنیٹ کے ذریعے E-Mail، Facebook، Twitter یا chatting وغیرہ کی سہولیات سے مستفید ہوتے ہوئے ہمیں بہت سی چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً ضرورت کے وقت کمپیوٹر استعمال کریں تاکہ بجلی کی بچت ہو سکے اور اس طرح پیسوں کی بھی بچت ہوگی۔ اتنا وقت دیں کہ اُس سے آپ کی پڑھائی اور دیگر سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔ ان ٹکنالوجیز (Technologies) کو اپنی تعلیمی ضروریات کے لیے استعمال کیا جائے۔

بیٹا! آج کل موبائل فون (Mobile Phone) نے ہماری قوم کو بہت الجھا کر رکھ دیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ سڑکوں پر، بازاروں میں، دفاتر میں، کھیل اور سیر کے میدانوں میں، سکولوں، کالجوں غرضیکہ ہر جگہ ہر وقت ہمارے نوجوان موبائل فون (Mobile Phone) کے ساتھ مصروف نظر آتے ہیں۔ وہ ایک طرف تو اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں اور دوسری طرف والدین کی خون پسینے کی کمائی بر باد کر رہے ہوتے ہیں۔ آج موبائل فون (Mobile Phone) ایک فشن (Fashion) کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہمارے بچے اس سے بہت سے اخلاق باختہ پیغامات جانے والوں اور نہ جانے والوں کو سمجھتے ہیں۔ جن سے ہماری نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ سہولت تو محض پیغام رسانی کے لئے تھی غیر اخلاقی حرکات کے لیے نہیں۔ ہر مہذب قوم اس طرح کے غلط کاموں سے اجتناب کرتی ہے۔ میری آپ کو نصیحت ہے کہ آپ چاہے گفتگو ٹیلی فون (Telephone) پر کریں، بال مشافہ کریں یا کسی اشارے کنایہ میں کریں، اخلاق کا دامن کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

وکٹر نے اپنے پاپا کی باتوں کو سمجھتے ہوئے کہا کہ پاپا میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ ہمیں کیا سمجھانا چاہ رہے ہیں۔ ڈینینیل نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا کہ انکل اب ہم کبھی ان چیزوں کا غیر ضروری استعمال نہیں کریں گے۔ مسٹر سیموئیل نے دونوں کو شباباش دی اور کمرے سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد وکٹر نے ڈینینیل سے کہا کہ آؤ دوست اپنی پڑھائی کریں، SMS میں وقت ضائع نہ کریں اور دونوں دوست کتابیں لیکر بیٹھ گئے۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

Telecommunication کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

(i) فون استعمال کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

(ii) فون کے غلط استعمال سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟

(iii) 2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) کمپیوٹر سے ہمیں پیغام رسانی کی کون کون سی سہوتیں میسر ہیں؟

(ii) وکٹر کو اسکے پاپا نے موبائل فون کیوں لے کر دیا؟

(iii) ڈینیل اور وکٹر موبائل فون سے کیا کر رہے تھے؟

(iv) کمپیوٹر کیسے استعمال کرنا چاہیے؟

3۔ درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) وکٹر کے پاپا کا نام تھا:

(ا) ڈینیل (ب) سیموئیل (ج) جارج (د) فرنیڈس

(ii) وکٹر نے امتحان میں لیا:

(ا) اے گریڈ (ب) بی گریڈ (ج) سی گریڈ (د) ڈی گریڈ

(iii) ٹیلی فون ایجاد کیا:

(ا) مارکونی (ب) آئن شائن (ج) نپولین (د) گراہم بیل

(iv) وکٹر اور ڈینیل تھے:

(ا) بھائی (ب) رشتہ دار (ج) ہم جماعت (د) ہمسائے

(v) کمپیوٹر کی ایجاد نے دنیا میں برپا کر دیا ہے:

(ا) انقلاب (ب) ہنگامہ (ج) شور (د) کوئی بھی نہیں

سرگرمیاں

- (i) طلباء و طالبات کمپیوٹر اور موبائل فون کے ماؤل بنائیں۔
- (ii) طلباء و طالبات ایک دوسرے سے فرضی طور پر ٹیلی فون سے بات چیت کریں۔
- (iii) چارٹ پر ٹیلی کیونی کیشن سے متعلقہ ایجادات کی تصاویر بنائیں۔
- (iv) انٹرنیٹ استعمال کرنے کے لیے ہدایات چارٹ پر لکھ کر لائیں۔
- (v) کمپیوٹر لیب میں جا کر انٹرنیٹ کا عملی استعمال دیکھیں۔

اساتذہ کے لیے ہدایات

- (i) اساتذہ کرام طلباء و طالبات کو کمپیوٹر لیب میں لے جا کر ان سہولیات کا عملی مظاہرہ دکھائیں۔
- (ii) کمرہ جماعت میں دو طلباء و طالبات کے درمیان ٹیلی فون کی گفتگو کا عملی مظاہرہ کروائیں۔

شخصیات

☆ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

حالاتِ زندگی

بصرہ میں ایک نہایت عبادت گزار انسان رہتے تھے جن کا نام شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تھا، اگرچہ ان کے گھر میں غربت کا دور دورہ تھا۔ گذرا وفات مشکل سے ہوتی تھی لیکن طبعاً آپ ایک نیک فطرت اور قیامت پسند شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور عنایت پر قوی ایمان کے حامل تھے، بحالت ضرورت بھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرتے تھے۔ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر رابعہ بصری سن 97 ہجری کو پیدا ہوئیں۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھیں، اسی مناسبت سے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا۔ آپ نے بچپن تاجوانی رنج و الام، غم، ہجوم اور مصائب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، چار پانچ سال کی عمر میں ہی والدین کے انتقال کی وجہ سے ان کی شفقت و محبت سے محروم ہو گئیں۔

105 ہجری میں بصرہ میں قحط پڑ گیا۔ رابعہ بصری اپنی بہنوں کے ساتھ اپنے گھر میں رہا کرتی تھیں، ان کا نگہبان یا کفالت کرنے والا کوئی نہ تھا، تمام بہنیں مل کر مزدوری کیا کرتی تھیں مگر جب بصرہ قحط کی لپیٹ میں تھا، تمام کاروبار دم توڑ گئے ان نوع بچیوں نے دو تین فاقے برداشت کیے لیکن جب برداشت ختم ہوئی تو ہوش جاتا رہا، نوبت بھیک تک آگئی مگر بھیک دینے والا بھی کوئی نہ تھا، کسی کے پاس کچھ ہو تو دے، یہ تمام بہنیں زرد چہروں اور پتھرائی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ بصرہ کا معروف تاجر، جس کا نام عقیق تھا جب اُدھر سے گزر اتو تین بچیوں نے اس شخص کے سامنے دستِ سوال دراز کیا۔ خدا کے لیے ہمیں کچھ کھانے کو دو رہنا کچھ دیر بعد ہماری سانسوں کا رشتہ ہمارے جسموں سے ٹوٹ جائے گا۔ اس تاجر نے سب سے چھوٹی بہن رابعہ کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھی تھیں ”لڑکی تجھے بھوک نہیں ہے“، ”بہت بھوک ہے“۔ رابعہ نے نہایت خفیف لمحے میں کہا، تو پھر کسی سے روٹی کیوں نہیں مانگتی؟ تاجر نے سوال کیا جس سے مانگنا چاہیے اس سے مانگ رہی ہوں، لڑکی نے نہایت عجیب جواب دیا۔ تو پھر تجھے ابھی تک روٹی کیوں نہیں ملی؟ جب وقت آئے گا وہ بھی مل جائے گی۔

گفتگو میں استقامت اور پائیداری تھی۔ رابعہ کی تینوں بڑی بہنیں اس کے جواب سے بیزار ہو گئیں اور تاجر عقیق

سے کہنے لگیں یہ ہم سب کا وقت بر باد کر رہی ہے۔ آپ اسے یہاں سے لے جائیں، یہ بڑے کام کی لڑکی ہے، میں اسے لے کر، ہی جاؤں گا، تا ج حقیق نے تینوں بہنوں کو مخاطب ہو کر کہا اور پھر ایک مخصوص رقم ان کے حوالے کر دی۔ ”چلوڑ کی“ تا ج نے چھوٹی بہن سے کہا اب تم میری ملکیت ہو۔ رابعہ بصریؓ نے اپنی بہنوں کی طرف دیکھا ان کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر ہنوں پر حرفِ شکایت نہ تھا، وہ چپ چاپ تاجر کے ساتھ چل گئیں، انہوں نے کئی بار مُڑ کر دیکھا، ان کی آنکھوں میں بس ایک، ہی سوال تھا کہ کیا تم نے چند روٹیوں کے عوض اپنی بہن کو فروخت کر دیا ہے؟

کردار

جب تا ج حقیق نے حضرت رابعہ بصریؓ کو آزاد کر دیا تو آپ علوم طاہری حاصل کرنے کے لیے بصرہ سے کوفہ تشریف لے گئیں جو اپنے وقت کا بہت بڑا علمی مرکز تھا جہاں پر جدید علماء موجود رہتے تھے۔ آپ نے انتہائی قلیل مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا، آپ نے فقہ اور حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی۔ آپ نے دونوں علوم میں مہارت حاصل کی۔ آپ وعظ بھی فرماتیں۔ دوران وعظ بڑے بڑے مُحدث اور فقیہ حیران رہ جاتے، جدید علماء آپ سے فیض یاب ہونے کے لیے حاضرِ خدمت ہوا کرتے تھے۔ ان میں سرفہrst حضرت سفیان ثوریؓ ہیں جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ کے ہم عصر تھے جنہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ معروف بزرگ حضرت مالک بن دینارؓ کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آپ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت رابعہ بصریؓ کے مسلک کی بنیادِ عشق الٰہی پر ہے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں جو رنج و الم کے نقوش ہیں یہ صرف اسی محبت کا شتر ہیں جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ سے تھی۔ حضرت رابعہ بصریؓ ہر وقت یادِ الٰہی میں پتشتم نم رہتیں۔ شاید ہی کبھی کسی نے ان کی آنکھوں کو خشک دیکھا ہو۔ کسی محفل میں اگر جہنم کا نذ کرہ ہو جاتا تو آپ اس کی دہشت سے بے ہوش ہو جاتی تھیں۔ روایت ہے کہ آپ کی مسجد گاہ ہمیشہ آنسوؤں سے ترہتی تھی۔ آپ نے زیادہ وقت عبادات میں گزارا، اگر کبھی کسی سے بات کرنا ہوتی تو قرآن مجید کی آیات کا سہارا لے کر اپنا مدد عایین کرتیں۔ لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، جو کچھ انسان بولتا ہے کر اما کا تبین اسے ضبط تحریر میں لاتے رہتے ہیں، اس لیے میری کوشش ہے کہ میں قرآن مجید کے علاوہ کچھ نہ بولوں تاکہ میرے منہ سے کوئی غلط بات نہ نکل جائے اور فرشتے اسے تحریر کر لیں۔ آپ فرماتی ہیں ”امے مولا! میں تجھ سے دو ہری محبت کرتی ہوں، ایک تو اس لیے کہ تو میرا محبوب ہے اور دوسرا اس لیے کہ تو اس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے۔“

ایک بار آپ نے سات دن تک صرف پانی سے روزہ کھولا گھر میں کھانے کے لیے ایک لقمہ بھی نہیں تھا۔ افلاط کا وقت قریب تھا کہ حضرت رابعہ بصریؓ پر بھوک کا غلبہ ہوا۔ نفس نے آپ سے فریاد کی رابعہ! آخر تو کب تک مجھے بھوکار کھے گی؟ ابھی آپ کے دل میں یہ خیال گزرا، ہی تھا کہ کسی شخص نے دروازے پر دستک دی آپ باہر تشریف لا کیں تو ایک آدمی کھانا لیے کھڑا تھا۔ آپ نے کھانا قبول کیا اور نفس کو مناسب ہو کر فرمایا میں نے تیری فریاد سن لی ہے کوشش کروں گی تجھے مزید اذیت نہ پہنچے۔ یہ کہہ کر آپ نے کھانا فرش پر رکھ دیا اور چراغ روشن کرنے اندر چل گئیں۔ واپس آئیں تو دیکھا ایک بلی نے کھانے کے برتن الٹ دیئے اور وہ زمین پر گرا ہوا کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت رابعہ بصریؓ بلی کو دیکھ کر مسکرا نیں اور کہا شاید یہ تیرے لیے ہی بھیجا گیا تھا اطمینان سے کھا لے۔

حضرت رابعہ بصریؓ کو آلام و مصائب نے دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے بیگانہ کر دیا تھا پھر اسی جذبہ کے پیش نظر آپ بے نیاز ہو گئیں۔ آپ نے دنیا کی لنگی کر کے دنیا بنانے والے سے لوگالی، آپ نے خالق کائنات سے انپارشته جوڑا جو انہٹ ہے۔ حضرت رابعہ بصریؓ نے روزِ اول سے ہی اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار فرمایا اس کے باعث ان کی زندگی میں آنے والے تمام طوفان شکست خورde ہوئے اور آپ کامیاب و کامران اور بامداد ہوئیں اور باواز بلند کہا بس تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی نہیں۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) حضرت رابعہ بصریؓ کے حالاتِ زندگی بیان کریں۔

(ii) حضرت رابعہ بصریؓ کے کردار کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

-2 درج ذیل سوالات کے خفہر جواب لکھیے۔

(i) حضرت رابعہ بصریؓ کو کس تاجر نے خریدا؟

(ii) حضرت رابعہ بصریؓ نے آزاد ہونے کے بعد کیا کیا؟

(iii) حضرت رابعہ بصریؓ کے مسلک کی بنیاد کس پر ہے؟

(iv) جب کبھی جہنم کا ذکر ہوتا تو آپ پر اس کے کیا اثرات ہوتے؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(ا) حضرت رابعہ بصریؓ کی آنکھیں یادِ الٰہی میں رہتی تھیں:

- (ا) نہشک (ب) نم (ج) بند (د) کوئی نہیں

(ii) بصرہ میں قحط پڑا:

(ا) 105ھ میں (ب) 110ھ میں (ج) 115ھ میں (د) 120ھ میں

(iii) حضرت رابعہ بصریؓ کے والد شخ اسما علیؑ تھے:

(ا) دلیر (ب) جوان (ج) فناعت پسند (د) نفاست پسند

(iv) زمین پر گرا ہوا کھانا کھارہ ہی تھی:

(ا) چوہیا (ب) مرغی (ج) بلی (د) بکری

-4 خالی جگہ پڑ کیجیے۔

(i) حضرت رابعہ بصریؓ نے انتہائی قلیل مدت میں قرآن..... کر لیا۔

(ii) حضرت رابعہ بصریؓ ہر وقت یادِ الٰہی میں..... رکھتی تھیں۔

(iii) حضرت رابعہ بصریؓ نے روز اول سے ہی اللہ تعالیؑ کی..... کا اقرار فرمایا۔

(iv) حضرت رابعہ بصریؓ بھرجی میں پیدا ہوئیں۔

(v) حضرت رابعہ بصریؓ کی سجدہ گاہ ہمیشہ سے تر رہتی۔

سرگرمیاں

طلبااء و طالبات حضرت رابعہ بصریؓ کے بارے میں اہم باتوں پر مشتمل چارت بنا کر کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

اسامندہ کے لیے ہدایت

توکل علی اللہ کے حوالے سے حضرت رابعہ بصریؓ کی تعلیمات پر تفصیل ا روشنی ڈالتے ہوئے طلاباء و طالبات کی کردار سازی کریں۔

☆ زرتشت

زرتشت مذهب کے مطابق زرتشت ایران کے قدیم پیغمبر ہیں۔ زرتشت مذهب کو ان کے نام سے ہی موسوم کیا جاتا ہے، جس کے بارے میں ہم دوسرے باب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں لفظ زرتشت کے معنی بڑا پادری، دستور، روحانی رہنماء غیرہ ہیں۔

حالات زندگی

زرتشت کی پیدائش کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں غالباً وہ میڈیا یا باختر یہ کے علاقہ میں ”پوروشاپ“ (Porushasep) زمیندار کے گھر (۲۶۰ قم) میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام زرداشتر تھا جو کہ پہلوی زبان کا لفظ ہے جو فارسی میں زرتشت بن گیا۔ زرداشتر بڑے پروہت یا پیجاری کو کہتے ہیں۔ ان کا تعلق آریا قوم کی ایک ذات سے تھا۔ ان کے والد کا نام پوروشاپ (Porushasep) اور والدہ کا نام دُہدو (Duhdu) تھا۔

ابتدائی تعلیم

زرتشت نے بچپن میں تعلیم اپنے ایک استاد حکیم بزاں کرzel (Bazan Karzal) سے حاصل کی۔ ذہین اس قدر تھے کہ ایک سال کے قلیل عرصے میں متعدد علوم، مذاہب، زراعت، گله بانی اور جراحی کے ماہر ہو گئے۔ پندرہ برس کی عمر میں ان کی روحانی رسم ادا ہوئی، بعد ازاں انہوں نے اپنے ملک کے دانشوروں، مسافروں، تاجریوں اور سیاحوں سے مذاکرات اور رمکالموں سے معلومات جمع کیں۔ ان میں علم و فن سیکھنے کا بڑا اجدب تھا۔

حصول عرفان

اوستا کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت عرفان کے حصول کے لئے ایک بلند و بالا پہاڑ پر غور و فکر اور مرائبے میں وقت گزارا کرتے تھے۔ یہ ایک دن بلند پہاڑ پر مرائبے میں تھے کہ آہورا مزدا بجلی کی گرج چمک کے درمیان ظاہر ہوئے۔ اور انہیں ”اوستا“ یعنی قانون زندگی عطا کیا گیا۔ اس کے بعد آہورا مزدانے اسے سچے دین کے اصول سکھائے، آئندہ دس برس تک وہی کا سلسلہ جاری رہا اور اس کے اختتام پر زرتشتی روایات کے مطابق صرف ایک چچازاد بھائی ان پر ایمان لا یا ورنہ ان کی مخالفت ہوئی جیسا کہ گاتھا میں ہے۔

”میں کس زمین کی طرف بھاگ جاؤں اور کس طرف اپنے قدموں کو جھکاؤں؟ مجھے اپنے خاندان اور قبیلے سے نکال دیا گیا ہے، مجھے اپنے قبیلے کی حمایت بھی حاصل نہیں اور نہ مذہبی حکمرانوں کی، اے مالک! میں اپنا غم تجھے سناتا ہوں۔“
بالآخر آہورا مزدا کی طرف سے انھیں حکم ہوا کہ وہ گشناپ بادشاہ کے دربار میں جائے اور اس کے سامنے حقائق کو بیان کرے۔

”گشناپ کے پاس نور و تجلی پاؤ گے، اسے کتاب سناؤ اور خالص دین کی طرف دعوت دو۔ جو کچھ میری طرف سے تمہیں علم حاصل ہوا ہے وہ سب گشناپ کے سامنے رکھ دو کوئی چیز نہ چھپاؤ۔ وزیروں کے سامنے یہ علم پیش کروتا کہ وہ اہم من کو چھوڑ دیں،“ (گاتھا)

آخر بادشاہ گشناپ اس پر ایمان لے آیا۔ اس کی بیوی، بھائی اور دو وزیر بھی اس پر ایمان لائے۔ گھوڑے کی معجزانہ صحت کے بعد ایک وزیر کی اڑکی (Hvovi) سے زرتشت کی شادی ہو گئی۔ اس طرح شاہی خاندان سے تعلق قائم ہو گیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے زرتشت کو (مذہبی راہنماء) تسلیم کر لیا اور یوں پورے ایران و عراق میں آتش کدے قائم ہو گئے۔ آخر ایک جنگ میں زرتشت 77 برس (583ق م) کی عمر میں مارے گئے۔

اوستا کی تعلیم

خدا ایک ہے۔ وہ اچھی روح (آہورا مزدا) ہے۔ سب کو خدا پرستی کرنا چاہیے اور آہورا مزدا کے احکامات کو مانتے ہوئے بری روح یعنی شیطان کو شکست دے کر دنیا سے تاریکی کو دور کرنا اور روشنی کو لانا چاہیے۔ افکار نیک، گفتار نیک اور کردار نیک کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ شمن کو دوست بنانا اور بد کو نیک بنانا، جاہل کو علم دینا ہر خدا پرست کا دین (فرض) ہے۔ سب سے بڑی نیکی تقویٰ ہے۔ اس کے بعد دیانت داری ہے۔

تعلیمات

زرتشت کے فلسفہ اخلاق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اندیشه نیک ۲۔ گفتار نیک ۳۔ کردار نیک۔ اس کے مقابل میں تین چیزوں سے نپھنے کی تاکید ہے۔
۱۔ اندیشه عبد ۲۔ گفتار بدب۔ ۳۔ کردار بدب۔
ان کی بنیاد پر سارے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے۔

زَرْتُشت کی نمایاں اخلاقی تعلیمات درج ذیل ہیں:

- (1) اچھائی، نیکی اور افضل چیز پا کیزگی ہے۔
- (2) راست بازی
- (3) خدمتِ خلق اور امداد: زَرْتُشت فرماتے ہیں کہ دوسروں کی اخلاقی امداد کرنی چاہیے نیز یہ امداد خندہ پیشانی سے ہونی چاہیے۔
- (4) خاندانی زندگی کی تاکید بھی زَرْتُشت کی اخلاقی تعلیمات میں شامل ہے۔ عمل اور محنت کی زندگی مستحسن ہے۔
زَرْتُشت خود آخadem تک حکمتی بارٹی کرتے رہے۔ ان کا فرمان ہے۔ ”وہ زمین جو بیکار پڑی رہتی ہے۔ اچھی نہیں لگتی جس طرح بانجھ بیوی کو لوگ پسند نہیں کرتے۔“

مشق

- 1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔
- (i) زَرْتُشت کے حالات زندگی تفصیل سے لکھیے۔
- (ii) زَرْتُشت کی اخلاقی تعلیمات کون کون سی تھیں؟
- 2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔
- (i) زَرْتُشت نے بچپن میں تعلیم کس استاد سے حاصل کی؟
- (ii) زَرْتُشت کے والد کا نام کیا تھا؟
- (iii) کس عمر میں زَرْتُشت کی روحانی رسم ادا ہوئی؟
- (iv) زَرْتُشت کی والدہ کا نام کیا تھا؟
- (v) زَرْتُشت کے نزدیک مستحسن زندگی کون سی ہے؟
- 3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔
- (i) لفظ زَرْتُشت کے معنی ہیں:
- (ا) دستور (ب) قانون (ج) اصول (د) ہدایت
- (ii) زَرْتُشت پیدا ہوئے:
- (ا) 560 قم (ب) 660 قم (ج) 760 قم (د) 860 قم

(iii) انتقال کے وقت زرتشت کی عمر تھی:

(i) 71 برس (ب) 73 برس (ج) 75 برس (د) 77 برس

(iv) جوز میں بیکار پڑی رہتی ہے وہ:

(ا) رہنے دو (ب) اچھی نہیں لگتی (ج) اچھی لگتی ہے (د) بچ دو

(v) زرتشت آخوندی دم تک کرتے رہے۔

(ا) کھینچی باڑی (ب) غلہ بانی (ج) سیر و سیاحت (د) پڑھائی

-4 خالی جگہ پر کچھیے۔

(i) بانجھ بیوی کو لوگ نہیں کرتے۔

(ii) عمل اور محنت کی زندگی ہے۔

(iii) زرتشت ایران کے قدیم ہیں۔

(iv) دنیانیک اور میں تقسیم ہے۔

(v) اچھائی، نیکی اور افضل چیز ہے۔

سرگرمیاں

(i) زرتشت کے حالاتِ زندگی پر ایک چارٹ بنانا کر کمرہ جماعت میں آؤیزاں کریں۔

(ii) زرتشت کی اخلاقی تعلیمات کے اہم نکات کو خوش خط لکھ کر آؤیزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

طلباً و طالبات کو بذریعہ گلوب / نقشہ / انٹرنیٹ قدم ایران کا شہر میڈیا میا با ختر یہ دکھائیں اور معلومات فراہم کریں۔

مقدس تو مار رسول (Saint. Thomas,the Apostle)

مقدس تو مار رسول کی ابتدائی زندگی یعنی ان کی پیدائش، آبائی علاقے یا والدین کے بارے میں تاریخ خاموش ہے اور مختلف کتابوں میں جو معلومات درج ہیں وہ مصدقہ نہیں ہیں بلکہ حض قیاس آرائیوں پر منی ہیں۔

حالاتِ زندگی

مقدس تو مار خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک تھے۔ جب خداوند یسوع مسیح نے منادی کرتے ہوئے کہا کہ ”تو بے کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی نزد یک آپنچھی ہے۔“ تو بہت سے لوگ ان کے پیچھے ہولئے۔ اور ان کے پیروکار بن گئے۔ خداوند یسوع مسیح کے پیروکار ”شاگرد“ کہلائے۔ آپ نے ایک رات پہاڑ پر دعا میں گزار دی، اور اگلے دن اپنے شاگردوں کو بلایا۔ ان میں سے بارہ شاگردوں کو چنا۔ جنہیں خداوند یسوع مسیح نے ”رسول“ کا لقب دیا۔ ان بارہ رسولوں میں مقدس تو ما کا شہر ہوتا ہے۔

مقدس تو مار رسول کا کردار

آپ کی شخصیت نہایت دلاؤیز تھی۔ آپ خاموش طبع اور سنجیدہ شخصیت کے حامل تھے۔ آپ طبعاً غور و فکر کرنے کے عادی تھے۔ آپ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ہربات کی تہہ تک پہنچنا چاہتے تھے۔ آپ سریع الاعتقاد نہیں تھے اور اپنی رائے کو اس وقت تک ملتوي رکھتے تھے جب تک آپ کو ثبوت فراہم نہ ہو جائے۔ آپ مقدس پطرس کی طرح جلد باز نہیں تھے۔ مقدس تو مار رسول سکون کی خاطر تمام باتوں کو پر کھتے تھے۔

مقدس تو مار رسول زندگی کے تاریک پہلو پر نظر کرتے اور گہرائیوں تک پہنچنے والے تھے۔ آپ کی افسرگی کی وجہ یہ تھی کہ آپ مختلف معاملات، مشکلات اور یچیدگیوں کی گتھی سلیمانی میں لگرہتے تھے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ جب خداوند یسوع مسیح نے لوگوں کو اپنے پیچھے ہولینے کی دعوت دی تو مقدس تو مار نیا کے مال و دولت کو ٹھکرا کر آپ کے پیچھے ہو لیے۔

مقدس تو مار رسول کی خدمات

مقدس تو مار خداوند یسوع مسیح کے حکم رسالت کے مطابق برصغیر آئے۔ وہ واحد رسول ہیں جو تبلیغ کے لیے روما کی

سلطنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلے آئے۔ بُر صیغہ میں مسیحیت کے پرچار کا سارا اسہر امقدس ٹو مارسول کے سر ہے۔ آپ کو خداوند کی صداقت کی منادی کرنے کے دوران بہت سی تکالیف سے گزرنما پڑا، بالآخر آپ کے سچے جذبے اور لگن کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کو قبول کر لیا۔ اس طرح بُر صیغہ میں حق کا پیغام پہنچا۔

آپ 72ء میں مائیلا پور کے قریب ایک پہاڑی پر دعا کر رہے تھے کہ مخالفوں نے برچھی کے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کو اسی پہاڑی پر دن کیا گیا جہاں آپ کی شہادت ہوئی۔ بعد میں مسیحیوں نے اسی مقام پر ایک گرجا گھر تعمیر کیا۔ جو مقدس تو ما کتھیڈرل کہلاتا ہے۔ مقدس تو ما کا یوم شہادت 3 جولائی کو منایا جاتا ہے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے مفصل جواب لکھیے۔

(i) مقدس ٹو مارسول کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ مفصل بیان کریں۔

(ii) مقدس ٹو مارسول کی ہندوستان آمد پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

-2 درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیے۔

(i) مقدس ٹو ما کی وفات کا واقعہ بیان کریں۔

(ii) خداوند یسوع مسیح کے شاگرد کن کو کہا گیا؟

(iii) رسول کا لقب کن کو دیا گیا؟

-3 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیے۔

(i) مقدس ٹو ما کا یوم شہادت منایا جاتا ہے:

(ا) 3 جون (ب) 3 جولائی (ج) 3 اگست (د) 3 ستمبر

(ii) مقدس ٹو ما کی شخصیت نہایت..... تھی۔

(ا) سادہ (ب) ہنس مکھ (ج) دلاؤیز (د) سخت

(iii) لفظ ٹو ما ہے:

(ا) اسم معرفہ (ب) اسم نکره (ج) اسم جامد (د) اسم آله

- (v) مقدس تو ما کو شہید کر دیا گیا۔
- (ا) 72ء میں (ب) 74ء میں (ج) 76ء میں (د) 78ء میں
- (v) مقدس تو ما نے حق کا پیغام پہنچایا:
- (ا) روم میں (ب) یونان میں (ج) برصغیر میں (د) یورپ میں

سرگرمیاں

مختلف کتب اور سائل سے مقدس تو مارسول سے منسوب کلیساؤں کی تصاویر اور جگہوں کے نام لکھ کر چارت بنائیں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

اساتذہ کے لیے ہدایت

خداوند یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں کے نام طلبہ واز بر کروائیں اور ان کا چارت بنانا کر آویزاں کریں۔

فرہنگ

مذاہب کا تعارف

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
فلکی مجع	افکار	پاکیزگی	طہارت	تھوڑا	قیل
زندگی گزارنے کا طریقہ	ضابط حیات	علیحدہ کیے بغیر	بلا استنا	خصوصی	اتیازی
عبدت	پوجا پاش	نقش کی مجع، چھاپ	نقوش	مقرر	مامور
ہم معنی	متراوف	زندگی کا طریقہ	طریق حیات	اخذ کیا ہوا لے لینا	ما خوذ
پرانا	فسودہ	عادتیں	خصلتیں	نیک عمل	کاریخیر

انسان کی ترقی میں مذہب کا کردار

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
بغیر غور و فکر کے پڑھنا	سرسری مطالعہ	گڑ بڑ	خلفشار	پریشانی	امتنشار
فائدہ	استفادہ	مهارت	کمال	میاں بیوی کے حقوق	حقوق زوجین
بزرگی	شرافت	پرانا / مر جھایا ہوا	باسی	اجنبیت	بیگانگی
				جس کی وجہ سے	مر ہون منت

مذہب زرتشت

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
آتش پرستوں کا معبود	آتش کرہ	اچھی گنگو	گفتار نیک	آتش پرست مذہب کا بانی	زرتشت
گروہ کے گروہ	جوق در جوق	اچھے عمل	کردار نیک	زبانوں کا ماہر	ماہر لسانیات
شروع	اول	بری رو جیں	ارواح خبیثہ	ارادہ	عزم
انسان کا دل	قلب انسانی	جیت جانا	غالب آنا	گندگی	آلائش
سچائی	حق درستی	رہنے کی جگہ	مکن	بدکاری / اگہہ کاری	فسق و فور
غم	حزن	برآ	قبح	گناہ	عصیاں
موت کے بعد زندگی	حیات بعد الممات	دل / نفس	ضمیر	تعریف	ستائش

منا	ہمکنار	رہائی دلانے والا	نجات دہنده	تحقیقہ دینا	نذر و نیاز
پاک	ظاہر	گناہ کا بدلہ	کفارہ	نذر ہبھی گیت	بھجن
جنت	بہشت	اچھی سوچ	فکر جمیل	التجا کرنے والا	ماجھی

پاکستان میں مذہبی تہوار (عید الاضحی، ایسٹر)

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
اللہ کے راستے میں فتح لیا ہوا	ذیح اللہ	جس کی کوئی مثال نہ ہو	فقید المثال	اللہ کا دوست	خلیل اللہ
اسلام کے طریقے	شعائرِ اسلام	کامیاب	سرخرو	باپ کی محبت	شفقت پدری
اندازہ لگانا	پیشین گوئی	حتدار	مستحقین	صاحب حیثیت	صاحب انصاب
				زمین کی آخری گھرائی	پاتال

ہولی

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
دنیا	سنسار	درس گاہ	گور و گل	بڑے اہتمام سے تیار کیا ہوا	پُر تکلف
اکتاہٹ	بیزاری	ہندوؤں کی مذہبی کتابیں	اپنشد	عوام	پرجا

نوروز

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
گھر سے باہر کی پرنسپا مقام پر کھانا پینا	پنک	زیادتی / اسکی پیزیرہ کا زیادہ ہونا	ریل بیل	بہت زیادہ شوق سے	جوش و خروش
تصور کرنے والا	متصور	خوبی	خاصیت	متاثر کرنا	موہ لینا
عقیدہ	اعتقاد	سو نے چاندی کا برادہ	افشاں	مزہ	ذوق

پابندی و قوت دراصل تغیر ملت ہے!

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
دیر	تاخیر	سیدھا راستہ	راہ راست	برداہی	سنجدگی

فتح کرنے والا	فتح	ہار	ٹکست	تلاش	تجسس
قوم کی ترقی	تعمیر ملت	گروہ	ٹولی	فوجی افسر	جرنیل

اخوت میں قوت

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
طرف داری	تعصب	موضوع	عنوان	توجه	انہاک
تعریف کی	سرابا	عظمت والا	پرشکوہ	خوش آمدید کہنا	استقبال کرنا
حصلہ بڑھانا	حوصلہ افزائی	غیریب	مفلس	اکٹھا کرنا	سمیئنا
خیرات کرنے والا / سخنی	محیر	لوگوں کی بہتری کے لیے کام کرنے والا / خیر سرکاری ادارہ	فلاتی تنظیم	بے بس / بے چارہ	لاچار

آؤمل کر کھیلیں

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
انکار	نفی	انکار کیا	نفی میں سرہلایا	سانس پھولا ہوا	ہانپتے ہوئے

میرے دوست

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
خوشی کے ساتھ	بخوشی	گھوم پھر کر جیزیں بیچنے والا	خوانچہ فروش	غم	دل گرفقی

ہم ایک ہیں

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
درز، سوراخ	شکاف	بغیر تھک	انہمک	کھینچنا	کش لینا
مٹی کے برتن بنانے والا	کمہار	کسی کی زمین پر کھیتی کرنے والا	مزارع	چھاؤڑا ازرعی آلہ	گسی

خوشنامی

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
خوش آمدید	خیر مقدم	بھوکارہنا	فاقوں	حالت	نوبت
		خرچ	لاگت	شوق	اشتیاق

سکول میں ایمانداری

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
چلن، طریقہ	شعار	سبق، نصیحت	درس	سپاہی	کانٹیبل
دیوانی مقدرات کافیصلہ کرنے والا	سول بچ	حافظت کرنے والا	حافظ	بیٹھنے کی اوپنی جگہ	چبوترہ
حق دار	مستحق	خبر مشہور کرنا	نشر کرنا	تعريف	خرابِ تحسین

معاشرے میں ایمانداری

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
بانگ کا دھیان رکھنے والا	باغبان	مختلف رنگوں والے	رنگ برلنگے	نگرانی	دیکھ بھال
طریقہ	جتن	کارگر	ماہر	نوع کی جمع، طور، شکل	انواع
کسی کام کا نہیں	ناکارہ	قسم کی جمع	اقسام	بے آس-نامرادی	مایوسی

ہمیشہ سچ بولو

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
وزن کرنے والا آلہ	ترزاو	وزن کی اکائی	سیر	دیکھ بھالا	آزمودہ
تحال	طاس	ہوشیار	چالاک	بد نصیبی	کمبختی
نگل جانا	چٹ کرنا	بے شرم	بے حیا	کشتشی	ناو
بے خوف	بے دھڑک	اکیلا	مجرو	بہادر	بے باک

غلطی کا اعتراض

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
خبردار کرنا	وارنگ	درس	لیکچر	قطار	رو
شرمسار	شرمندہ	ابتداء شروع	پبل	منعقد کرنا	برپا کرنا
توجه دینا	نظر انداز کرنا	ڈرجانا	رنگ اڑ جانا	تیرنگاہ سے دیکھنا	گھورنا

ایک گائے اور بکری

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
سمجھ	سلیقہ	واقعہ	ماجرا	جانور چانے کی جگہ	چاگاہ
بات	کلام	شکوہ	گلمہ	خلیہ	سرپا
واسطہ پڑنا	پالا پڑنا	اندیشہ	کٹکا	جاری	روان
گزر رہی	کٹ رہی	موزوں	زیبا	ان گنت	بے شمار
یئنی	احسان	مزہ	اطف	پشیاں ہونا	پچھتنا

گفتگو کے آداب

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
ظفر کرنا	آوازیں کتنا	غلطیاں	کوتا ہیاں	ہم عمر	ہم جو لی
بہترین، نہایت اچھا	فضل	چوٹ	ٹھیس	رشتہ دار	اعزہ و اقارب
ڈمگانا	لڑکھانا	اشارہ	کنایہ	بے چینی	بے تابی
بولنے کی طاقت	قوت گویائی	اهتمام کے ساتھ	پر تکلف	پکڑادی	تحمادی
معافی	معدرت	زیادہ باتیں کرنے والا	باتونی	واقعہ	ماجرا
پر ہیز کرنا	اجتناب	ہلاک	وہیسہ	غیر موزوں	بے نتام
بڑا	کبیرہ	محبت	شفقت	دبدبہ	رعاب

		گھبرا یا ہوا	حوالہ باختہ	پیچھے برائی	غیبت
--	--	--------------	-------------	-------------	------

اشاروں کی زبان

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
تذکرنا	مورخ	ڈری ڈری	سہمی سہمی	کھلبلی	پلچل
زبان دانی کے اصول	قواعد گرامر	سپاہی	کانشیبل	چلنا پھرنا	حرکات و سکنات
ایک زبان	یک زبان	مذاق اڑانا	تمسخر اڑانا	شریک کی جمع	شرکاء

ٹلی کیو نیکیدشن

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
ذرائع خبر سانی	مواصلات	دُور	ٹلی	بنیادی تبدیلی	انقلاب
محنت سے کامیا ہوا پیسہ	خون پینے کی کمائی	رکاوٹ	خلل	تمام مخلوق سے اعلیٰ	اشرف المخلوقات
اشارة	کتابیہ	فائدہ پہنچانا	مستفید ہونا	پرہیز کرنا	اجتناب
آمنے سامنے	بالمشفاف	بدچانی، آوارگی	بے راہ روی	حُقُق کی جمع، اچھا برتاؤ	اخلاق

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
غم	حُون	زبردست علم والے	جید عالم	فطرتاً	طبعاً
بڑائی	کبریائی	حدیث کا عالم	محدث	جوئل جائے اس پر راہی رہنے والا	قناوت پسند
ہار مانا ہوا	شکست خورده	فقہ کا عالم	فقیہ	آلتایا ہوا	بیزار
مضبوطی	پاسیداری	نہ مٹنے والا	امنٹ	لمبی	دراز
طریقہ	مسلک	خواہش پوری ہو جانا	بامراد ہونا	جادی	مفارقت
تکلیف	اذیت	چھل	ثر	شدید کی	قط
		کسی بات پر قائم رہنا	استقامت	ہلکا	خفیف

زرتشت

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
سچائی	راست بازی	دینا کو ترک کر دینے والا	گوشہ نشین	تحقیق کرنے والے	محققین
خوش مزاجی	خندہ پیشانی	تقسیم شدہ	بنا ہوا	زرتشت مذہب کے پیغمبر کا نام	زرتشت
نیک / پسندیدہ	مختسن	سر سے پاؤں تک	سر اپا	فکر کی جمیع، سوچ بچار	افکار
		سچائی	صادفات	خاندانی زندگی	عالیٰ زندگی

مقدس ٹو مارسول

معنی	الفاظ	معنی	الفاظ	معنی	الفاظ
اعلان	منادی	جلدی مان جانے والا	سریع الاعقاد	ساتھ	رفاقت
ڈوبا ہوا	غرق	خلوص سے	خلاصانہ	عزت	سعادت
نافرمان اباغی	سرکش	ابھنوں	پیچیدگیوں	اٹھنا میٹھنا	نشست و برخاست
جان ہتھی پر رکھنا	جال بکف	مشکل حل کرنا	گتھی سلمحانا	عزت	شرف
تبیغ	پرچار	وہ شخص جو آدمی کی اہمیت اور قابلیت کو جائچ لے	مردم شناس	ہمیشہ	دوامی
جان فربان کرنا	سرفوٹی	توجه	رجحان	روشن دلائل	بیانات
نام کی پرچی زکالنا	قرعہ	خاص خوبی	طراء امتیاز	عادت	خصلت